(ترک رفع یدین کی)

حق تو یہ ہے

حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

تحقیق کے آئینے میں

مؤلف:

مناظر اسلام حضرت علامہ ابو اسامہ ظفر القادری بکھروی (بی اے)

فاضل علوم اسلامیہ

خطیب مرکزی جامع مسجد فیضان علی نیو سموں واہ کینٹ

تحصیل ٹیکسلا ضلع راولپنڈی

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ترک رفع یدین کی حدیث
عبداللہ بن مسعود تحقیق کے آئینے میں

مصنف مناظر اسلام ابو اسامہ علامہ ظفر القادری بکھروی

کمپوزنگ ظفر محمود قریشی سلطانی (Cell.0302.5122663)

تاریخ اشاعت

تعداد

ناشر

ملنے کا پتہ

انتساب

”میں اپنی اس تحریر کو جلیل القدر صحابی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نام منسوب کرتا ہوں۔ کہ جن کے فیض سے بڑی بڑی ہستیاں جگمگا اٹھیں۔ اللہ تعالیٰ انکا فیض تا قیامت جاری و ساری رکھے۔ اور انکے رستے پر چلتے ہوئے اللہ رب العزت ہمیں انعام یافتہ لوگوں میں شامل فرمائے۔

آمین! ثم آمین۔

ابو اسامہ **ظفر القادری** بکھروی

تعارف مصنف

ظفر محمود قریشی سلطانی

تحقیق وتصنیف کی دنیا میں ان تھک محنت اور سچی لگن کے حامل فاضل نوجوان حضرت علامہ مولانا ظفر القادری بکھروی ایک جانا پہچانا نام ہے۔آپ نے بہت کم وقت میں اس میدان میں اپنی قابلیت کے جوہر دکھائے ہیں۔اور اہل علم واہل قلم کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی ہے۔اہل سنت وجماعت کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس میں بے شمار ایسے نابغہ روزگار پیدا ہوئے جنکے نام کا ڈنکا صبح قیامت تک بجتا رہے گا۔جنھوں نے اپنے قلم کی طاقت سے ایک زمانے کو اپنا گرویدہ بنائے رکھا۔اسی راہ حق کے شہیدوں میں علامہ موصوف نے بھی اپنا نام لکھوادیا ہے۔علامہ ظفر القادری عقیدہ حق اہل سنت و جماعت کی اشاعت وترویج میں شب وروز مصروف ہیں۔

یوں تو اللہ پاک نے آپ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا ہے لیکن آپ بالخصوص فقہ حنفی اور اسکی جزئیات پر فی الوقت بڑی گہری نظر رکھتے ہیں۔فقہ حنفی اور اکابرین احناف کی خدمات یہ ایک بہت وسیع اور مشکل موضوع ہے لیکن علامہ موصوف کی اس حوالے سے جو خدمات ہیں وہ لائق صد تحسین ہیں۔فقہ حنفی اور اکابرین احناف کے مسلک پر مخالفین کے بے جا اعتراضات کا دفاع جس طرح آپ فرماتے ہیں وہ آپ کا ہی خاصہ ہے۔آپ کے دلائل سن کر مخالفین کو سر تسلیم خم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا۔سرزمین واہ کینٹ میں آپ کا وجود مسعود واہ کینٹ کے غیور مسلمانوں کے لیے اللہ پاک کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔اللہ پاک نے علامہ صاحب کے قلم کو وہ ملکہ عطا فرمایا ہے کہ جس مسئلے پر لکھنا شروع کرتے ہیں تو کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑتے۔مخالفین اہل سنت بالخصوص غیر مقلدین جو وقتا فوقتا فقہ حنفی اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر بے جا اعتراضات کرتے رہتے ہیں اور عوام الناس کو احناف سے بدظن کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔علامہ ظفر القادری صاحب ایسے نام نہاد مفکروں

کا ناطقہ اس طرح بند کرتے ہیں کہ کسی سے کوئی جواب بن نہیں پڑتا۔

محترم علامہ صاحب 72-10-24 کو بکھر بار تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے آپ کے والد محترم ایک درویش منش انسان ہیں اور امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خان ساکن و مدفون بریلی شریف انڈیا رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ محبت اور عقیدت رکھتے ہیں اور آپ کا شہرہ آفاق ترجمہ قرآن کنز الایمان بڑے شوق و محبت سے پڑھتے ہیں۔علامہ موصوف نے بکھر بار سے مڈل تک تعلیم حاصل کی پھر سرگودھا بورڈ سے میٹرک اور ایف اے کے امتحانات اعلیٰ نمبروں سے پاس کیے۔ نامسائد حالات کی بنا پر آپ نے گورنمنٹ ملازمت اختیار کر لی۔ملازمت کے ساتھ ساتھ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے درس نظامی کی ڈگری حاصل کی اور پھر یہیں سے گریجویشن کیا۔کچھ عرصہ النور انسٹیٹیوٹ نواب آباد واہ کینٹ میں علامہ پروفیسر مسعود صاحب کے پاس ترجمہ و تفسیر اور صرف و نحو کی تعلیم حاصل کی۔علاوہ ازیں علامہ مفتی سردار علی خان صدر مدرس جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ اور علامہ مفتی عبدالسلام قادری خطیب جامع مسجد قمر الاسلام 2F واہ کینٹ سے بھی فیض یاب ہوتے رہے۔

برصغیر پاک و ہند کی دو عظیم علمی اور روحانی شخصیات امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی اور غزالی زماں رازی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ کی آئیڈیل شخصیات ہیں۔ان بزرگوں کی علمی جلالت اور فقہی بصیرت اور طرز استدلال سے آپ بہت متاثر ہیں اور انکی تحقیق کو ہر معاملے میں اپنے پیش نظر رکھتے ہیں اور ان عظیم مجددوں کی تصنیفات سے بھرپور استفادہ کرتے ہیں۔علامہ موصوف ملازمت کیساتھ ساتھ مختلف موضوعات پر تصنیف و تالیف کے علاوہ مسجد محمدیہ 21 ایریا مارکیٹ واہ کینٹ میں امامت اور جامع مسجد فیضان علی نیو ٹموں واہ کینٹ میں خطابت کے فرائض بحسن خوبی سرانجام دے رہے ہیں۔اسکے علاوہ شہر کے مختلف مقامات پر درس قرآن مجید و تفسیر قرآن پاک کا سلسلہ بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔شیخ طریقت امیر اہلسنت مظہر اعلیٰ

حضرت علامہ پیر محمد الیاس قادری عطاری دامت برکاتہم سے سلسلہ عالیہ قادریہ عطاریہ میں بیعت اختیار فرمائی اور غلامان امام احمد رضا خان قادری محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی۔مختلف اسلامی موضوعات پر آپ کے کئی رسالے منظر عام پر آچکے ہیں جن سے عوام وخواص بھرپور مستفید ہوتے رہتے ہیں۔

اکثر وبیشتر مختلف عقائد ومذہب کے افراد سے آپ کی گفتگو ہوتی رہتی ہے اور اللہ پاک ہمیشہ آپ کو کامیاب وکامران رکھتا ہے۔المختصر یہ کہ آجکل آپ ایک عظیم کام صحاح ستہ کی مشہور کتاب جامع ترمذی کی مختصر شرح لکھنے کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔اہل ثروت حضرات کو چاہیے کہ وہ اس عظیم کام کو پایا تکمیل تک پہچانے میں آپکا ہاتھ بٹائیں۔سردست آپ کی یہ کتاب جو ترک رفع یدین کے حق میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث پر ادر تحقیق بنام ''حدیث عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تحقیق کے آئینے میں'' آپ کے ہاتھ میں ہے۔جو نہ صرف اس حدیث پاک پر غیر مقلدین کے مشہور عالم حافظ زبیر علی زئی ضلع اٹک پاکستان کے جاہلانہ اعتراضات کا عالمانہ جواب ہے بلکہ ساتھ ساتھ اس حدیث سے متعلق حافظ صاحب کی کتر بیونت کی قلعی بھی کھولی ہے۔علاوہ ازیں اس حدیث کے صحیح ومستند ہونے پر تابعین ومحدثین کے اقوال بھی پیش کیے ہیں اور اسماء الرجال سے متعلق قیمتی معلومات بھی فراہم کی ہیں۔اللہ تعالیٰ علامہ موصوف کا زور علم وقلم مزید زیادہ فرمائے اور آپ کو تا دیر خدمت دین کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین!

طالب دعا خاتمہ بالایمان

ظفر محمود قریشی سلطانی

مکتبہ فیضان سنت دوکان نمبر 28 پی۔او۔ایف۔واہ کینٹ

کلمات تحسین

از قلم: مناظر اعظم مجاہد اسلام فخر اہل سنت حضرت علامہ پروفیسر

سعید احمد اسعد (فیصل آباد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین کے درمیان بعض مسائل میں اختلاف رہا ہے جنہیں فروعی فقہی اختلاف کہا جاتا ہے لیکن انہوں نے ان اختلافات کی بنیاد پر نہ تو ایک دوسرے کی تکفیر کی نہ ہی ان مسائل کی وجہ سے اُمت میں تفریق پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ احناف کثرھم اللہ بھی ان فروعی فقہی مسائل کے متعلق اپنا نظریہ یہی رکھتے ہیں کہ (مجتہد کی خطا پر بھی اس کو ثواب ملتا ہے) انہی فروعی اختلافی مسائل میں ایک مسئلہ رفع یدین کا ہے۔ پہلے دور کے غیر مقلد مولوی صاحبان موجودہ کے غیر مقلد حضرات سے اس اعتبار سے بہتر ہیں کہ انہوں نے اس مسئلہ پر اتنا تشدد اختیار نہیں کیا جتنا کہ موجودہ دور کے غیر مقلد اختیار کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی نے اور اسماعیل دہلوی وغیرہ نے یہی لکھا کہ "رفع یدین" وغیرہ مسائل میں جھگڑا کرنے والا یا جاہل ہے یا متعصب کیونکہ ترک ورفع دونوں امور صحابہ سے ثابت ہیں۔ گویا ان کے شیخ الکل فی الکل کے نزدیک تارکین رفع کا عمل بھی صحابہ کرام کے عمل کے مطابق ہے۔ وہابیوں کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری نے لکھا کہ ہم رفع یدین کو واجب تھوڑا سمجھتے ہیں جس کیلیے دوام کی حدیث پیش کریں ہم تو اسے سنت سمجھتے ہیں یا مستحب کیونکہ سنت یا مستحب وہی ہوتا ہے جسکو نبی کریم ﷺ نے فعلہ مرۃ ترکہ اخری۔ (فتاویٰ ثنائیہ)

وہابی شیخ الاسلام کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ترک رفع یدین سنت ہے لیکن ستیاناس ہو

متشدد ذہنیت کا جس نے اُمت کو پورا زور لگا دیا لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات راسخ کرنی شروع کر دی کہ جی احناف تو نبی کریم ﷺ کے ہی مخالف ہیں ہم لعنت ڈالتے ہیں اس شخص پر جو نبی کریم ﷺ کی مخالفت کرے۔ مگر وہابیوں نے کتاب چھاپ ڈالی جس کا نام ہی ہے ''احناف کا رسول اللہ ﷺ سے اختلاف'' پھر اس طرح کے حیرت انگیز دعوے رفع یدین کے متعلق کرنے شروع کر دیئے۔

۱) رفع یدین ضروری ہے اور ترک رفع یدین کی حدیث ضعیف ہے۔

۲) اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

۳) رسول اللہ ﷺ نے ساری زندگی رفع یدین کیا۔

اللہ تعالیٰ بھلا کرے فاضل محترم حضرت العلام مولینا ابو اسامہ ظفر القادری بکھروی کا جنہوں نے بڑی محنت سے یہ رسالہ ترتیب دیا ہے جس پر ثابت فرمایا ہے کہ ترک رفع یدین والی حدیث پاک کوئی ضعیف حدیث نہیں ہے بلکہ صحیح ہے اور اسی پر عمل بہتر ہے اور جو غیر مقلدین کا موقف ہے وہ درست نہیں۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ یہ رسالہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں قبول فرمائے اور مؤلف کو اللہ تعالیٰ جزاء خیر عطا فرمائے۔ آمین!

سعید احمد اسعد

فیصل آباد

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

تقریظ

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر قیوم نقشبندی

ڈائریکٹر ادارہ حب رسول (طارق آباد راولپنڈی)

زیر نظر تحریر بعنوان "حدیث عبداللہ ابن مسعود تحقیق کے آئینے میں" کے مطالعہ سے میں مصنف کی محنت وکاوش کو سراہتا ہوں کہ انہوں نے نہایت ہی عرق ریزی سے اس موضوع پر تحقیقی کام کیا اور مستند حوالہ جات کے ذریعے جہاں عبداللہ ابن مسعود کی عظمت ثابت کی وہیں فن اصول حدیث واسماء الرجال سے متعلق معلومات فراہم کیں۔

یہ بات خصوصیت سے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حدیث عبداللہ ابن مسعود ترک رفع یدین کیلئے کافی ہے۔ علم کی دنیا سے تعلق رکھنے والے لوگ ان واضح حقائق کو پڑھنے اور سمجھنے کے بعد غیر ضروری بحث سے خود بخود محفوظ ہوں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور تحریر کے مقاصد کو پورا فرمائے۔ آمین!

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر قیوم نقشبندی

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

عرض مؤلف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

قارئین محترم!

اہلسنت وجماعت کے شرعی دلائل چار ہیں (۱) قرآن (۲) سنت (۳) اجماع (۴) قیاس شرعی۔ مگر غیر مقلدین کا گروہ عوام الناس کو یہ تاثر دیتا ہے کہ اہل سنت وجماعت صرف امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی رائے پر جو قرآن وسنت کے خلاف ہے عمل کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔ اُنکی ذاتی رائے نہیں ہوتی۔ بلکہ قرآن وسنت کا نچوڑ ہوتا ہے۔ یہی مسئلہ لیں۔ کہ رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہے۔ باقی پوری نماز میں نہیں تو یہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ مگر یہ لوگ منکر حدیث ہیں۔ کہ ان احادیث کا انکار کرتے ہیں۔ اور اپنے اوپر لیبل اہل حدیث کا لگا رکھا ہے۔ یہ تو آپ کتاب پڑھ کر ہی فیصلہ کریں گے۔ کہ ترک رفع یدین کی حدیث صحیح ہے کہ نہیں۔ اور امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے دلائل کتنے پختہ ہیں۔ اور غیر مقلدین کے دلائل سوائے ٹوٹکوں اور دھوکے کے سوا کچھ نہیں۔ اب چند ضروری باتیں نوٹ فرمائیں۔

۱) راوی میں بنیادی طور پر دو باتوں کی تحقیق ضروری ہے۔ ایک یہ کہ وہ عادل ہو دوسرا یہ کہ وہ حافظ ہو۔ اس لیے راوی جب ہی مجروح قرار پائے گا جب یہ ثابت کر دیا جائے کہ وہ عادل نہیں فاسق ہے۔ یا یہ کہ اسکا حافظہ درست نہیں۔

۲) بعض جارح متشدد ہوتے ہیں۔ جو معمولی باتوں پر جرح کر دیتے ہیں۔ بعض متعنت ہوتے ہیں۔ جو مختلف فیہ اسباب سے بھی ایسی سخت جرحیں کر جاتے ہیں۔ جو متفق علیہ اسباب پر ہوتی ہیں۔ اور بعض معتدل ہوتے ہیں۔ جو صرف متفق علیہ سبب جرح ثابت ہونے پر ہی جرح فرماتے ہیں۔ اور بعض متعصب ہوتے ہیں جو اپنے مذہب والوں سے درگزر کرتے ہیں۔ مگر مخالف مذہب

والوں پر جرح میں بڑے دلیر ہوتے ہیں۔اس لیے جرح میں تین باتوں کا خاص خیال رکھا جائے۔

ا)جس پر جرح ہورہی ہے وہ مشہور امام نہ ہو۔مثلاً امام ابوحنیفہ،امام مالک،امام سفیان ثوری،امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔وغیرہ۔

ب)سبب جرح مفسر ثابت کرے۔مبہم نہ ہو اور وہ سبب متفق علیہ ہو۔

ج)جارح ناصح ہو۔یعنی معتدل ہو۔نہ متشدد،نہ متعنت اور نہ ہی متعصب ہو۔چند متشدد و متعصب جارح کا بیان ملاحظہ ہو۔

ا)"یحییٰ بن معین،(الرفع والتکمیل ص ۱۸۷)(۲)امام حمیدی شافعی متشدد(۳)امام احمد بن حنبل حنفیوں کے خلاف متشدد تھے۔وجہ یہ تھی۔معتزلی حضرات چونکہ فروعاً حنفی تھے۔اور جنھوں نے تشدد کیا وہ معتزلی ہی تھے۔آخر عمر میں وہ تشدد برقرار نہ رہا۔

۴)الجوزجانی(تذکرۃ الحفاظ)(۵)العقیلی المکی(میزان الاعتدال)

۶)ابن حبان(میزان الاعتدال)(۷)ابن عدی۔نہایت متعصب تھے۔(میزان)

۸)السلیمانی الشافعی۔متعصب تھے(میزان الاعتدال)(۹)ابن جوزی

۱۰)دارقطنی متعصب تھے(۱۱)بیہقی شافعی متعصب(۱۲)ابن تیمیہ متشدد(المیزان الاعتدال۔ابن حجر عسقلانی حنفیوں کے خلاف متشدد تھے۔

۱۳)ابن حزم متشدد تھے۔وغیرہ لہذا جرح میں وضاحت کرنا ضروری ہے اور متعصب کی جرح مردود ہے۔

۳)تواتر عملی:۔

اگر کسی کام کا کرنا تواتر عملی سے ثابت ہو تو دلیل کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔پروفیسر عبد اللہ بہاولپوری غیر مقلد لکھتا ہے!

"میں کہتا ہوں جب کوئی حدیث حد تواتر کو پہنچ جائے تو پھر چھان پھٹک کی ضرورت نہیں

ہوتی۔رؤیت ہلال کے معاملہ کو دیکھیں۔اگر ایک یا دو دیکھیں تو شہادت لی جاتی ہے۔دیکھنے والوں کی عدالت اور ثقاہت دیکھی جاتی ہے۔اگر جم غفیر دیکھے تو پھر جانچ پڑتال کی ضرورت نہیں ہوتی"۔(رسائل بہاولپوری طبع اول ص ۲۳۴)

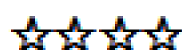
اور پھر ص ۱۹۵ پر لکھتے ہیں!

"نماز کے سلسلے میں حدیث سے استدلال کرنے کا طریقہ بہت بعد میں شروع ہوا ہے۔اور اسی وقت سے اختلافات پیدا ہوئے ہیں۔اگر لوگ حضور ﷺ کے عمل کو دیکھتے جو تعامل امت کی صورت میں چلا آ رہا تھا۔تو یہ فتنہ کبھی کھڑا نہ ہوتا"۔پھر ص ۸۴۷ پر تعامل امت کا کھل کر اظہار کرتے ہیں لکھتے ہیں!

"اہل حق کے مستمر عمل کے خلاف استدلال کا راستہ گمراہی کا راستہ ہے۔اور خطروں سے پر ہے۔اس لیے مومن کو اس سے بچنا چاہیے' لہذا ہم اہل سنت وجماعت جو صرف تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین کرتے ہیں وہ امت کی اکثریت کا عمل ہے۔جو نبی ﷺ سے لیکر آج تک پہنچا ہے۔لہذا عام آدمی کو احادیث سے استدلال کرنا درست نہیں۔خصوصاً غیر مقلدین کے عوام کو اس سے بچنا چاہیے۔جیسا کہ انکے معتبر عالم پروفیسر عبداللہ بہاولپوری کا بیان ہے۔اور پھر اہل سنۃ کی پہچان امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین مترجم ص ۴۷ پر یہ کی ہے۔کہ وہ پہلے ائمہ کی اقتداء کرتے ہیں۔اور اہل بدعت کی پہچان یہ ہے۔کہ وہ پہلوں کو چھوڑ کر پچھلوں کے پیچھے لگتے ہیں۔اس لیے خیر القرون کے سابقین کے مقابلہ میں خیر القرون کے بعد والوں کے اقوال قبول نہیں۔امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ خیر القرون کے سابقین میں سے ہیں۔اور باقی خیر القرون کے بعد کے لہذا امام اعظم علیہ الرحمہ کا طریقہ سب سے افضل ہے۔قارئین محترم اس کتاب سے جس کو نفع حاصل ہو وہ میرے لیے میرے والدین میرے اہل دعیال کے حق میں اللہ رب العزت اور رسول اللہ ﷺ کی رضا کی دعا کرے۔اور قیامت والے دن نبی ﷺ کی شفاعت کے ملنے کی بھی دعا کرے۔اللہ رب

العزت اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

ابو اسامہ ظفر القادری بکھروی







حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حدثنا هنادنا وكيع عن
سفيان عن عاصم بن
كليب عن عبد الرحمن
ابن الاسود عن علقمه قال
عبد الله بن مسعود الا
اصلى بكم صلوة رسول
الله ﷺ فصلى فلم يرفع
يديه الا فى مرة قال و فى
الباب عن البراء ابن
عازب قال ابو عيسىٰ
حديث ابن مسعود
حديث حسن وبه يقول
غير واحد من اهل العلم
من اصحاب النبى ﷺ
والتابعين و هو قول
سفيان واهل الكوفة

(سند کے بعد) حضرت علقمہ سے
روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن
مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا! کیا
تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز
پڑھ کر نہ دکھاؤں؟ پھر آپ نے
نماز پڑھی اور صرف تکبیر اولیٰ میں
ہاتھ اٹھائے۔ اس باب میں
حضرت براء بن عازب رضی اللہ
عنہ سے بھی روایت ہے۔ امام ابو
عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے
ہیں! حضرت عبداللہ ابن مسعود
رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن
ہے۔ اور کئی اہل علم صحابہ کرام اور
تابعین اسی بات کے قائل
ہیں۔ سفیان ثوری علیہ الرحمہ اور
اہل کوفہ امام اعظم علیہ الرحمہ اور
آپکے متبعین کا بھی یہی مسلک

ہے۔(جامع ترمذی ج ا ص ۱۹۲ حدیث ۲۴۴ مترجم طبع فرید بک سٹال لاہور)

تصحیح حدیث

۱)امام ابو عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمۃ۔

نے اس روایت کو حسن فرمایا۔دیکھیے (جامع ترمذی عربی ج ا ص ۵۹)امام صاحب اپنی جامع ترمذی کتاب العلل میں فرماتے ہیں!

قال ابو عیسیٰ وما ذکرنا فی ھذا الکتاب حدیث حسن فانما اردنا حسن اسنادہ عندنا کل حدیث یروی لا یکون فی اسنادہ من یتھم بالکذب ولا یکون الحدیث شاذاًمن غیر وجہ نحو ذاك فھو عندنا حدیث حسن۔

امام ابو عیسیٰ فرماتے ہیں!ہم نے اس کتاب میں جو لکھا کہ یہ حدیث حسن ہے تو اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔ہر وہ مروی حدیث جس کی سند کوئی متہم بالکذب نہ ہو وہ حدیث شاذ نہ ہو وہ متعدد طرف سے مروی ہو وہ ہمارے نزدیک حسن ہے ا۔(جامع ترمذی مع کتاب العلل ج ۲ ص ۸۱۳ مترجم طبع فرید بک سٹال لاہور)ب۔شرح نخبۃ الفکر ص ۷۱ مترجم ابن حجر عسقلانی طبع

(لاہور)

۲۔امام دارقطنی علیہ الرحمۃ:۔

سنن دارقطنی میں باب "ذکر نسخ التطبیق" میں عاصم بن کلیب عن عبدالرحمٰن ابن الاسود علقمہ عن عبداللہ بن مسعود کے طریق سے "نسخ تطبیق" کی حدیث روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں!

"ھذا اسناد ثابت صحیح "(سنن دارقطنی ج ا ص ۳۳۹)

یہ سند بعینہٖ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع یدین والی سند ہے۔چنانچہ امام دارقطنی "علل" میں فرماتے ہیں!"انہ حدیث صحیح الاھذا اللفظۃ و کذالک قال احمد بن حنبل وغیرہ (کتاب العلل ۵/۱۷۱ تا ۳۷۲ طبع ریاض)

بےشک یہ حدیث صحیح ہے۔سوائے "لفظ ثم لم یعد "کےاور امام احمد بن حنبل وغیرہ نے بھی کہا ہے۔(بحوالہ نصب الرایہ ج اص ۳۹۵)مگراس روایت میں تو "ثم لم یعد "نہیں ہے۔یہ تو سند اور متن کے ساتھ امام دارقطنی کے نزدیک بھی صحیح ہے۔

۳،۴)علامہ ابن حزم اور امام ابن قطان علیہ الرحمۃ:۔

ان دونوں حضرات کی تصحیح متعدد کتب حدیث میں نقل کی گئی ہے۔چنانچہ "تقریب" اور اسکی شرح "التقریب" ج اص ۲۶۳ "میں اور "الدرایہ" ج ا ص ۱۵۰ "اور تلخیص الحبیر ج اص ۲۲۲ "میں اور تنزیہ الشریعۃ ج ۲ ص ۱۰۰ "چنانچہ اسکے مصنف علامہ ابن عراق علیہ الرحمہ علامہ زرکشی علیہ الرحمہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں!

صححہ ابن حزم والدارقطنی و ابن قطان وغیرہم۔	اس حدیث کو ابن حزم اور امام دارقطنی اور ابن قطان وغیرہم نے صحیح کہا ہے۔(تنزیہ الشریعۃ ج ۲ ص ۱۰۰)

علامہ زیلعی علیہ الرحمہ امام ابن قطان علیہ الرحمہ کی تصحیح نقل کرتے ہیں!

"وقال ابن قطان والذی عندی انہ صحیح"۔۔۔الخ

امام ابن قطان علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔(نصب الرایہ ج ا ص ۳۹۵)ابن حزم نے "محلی ابن حزم ج ۳ ص ۴" پر اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔اسی طرح "التعلیقات سلفیہ۔۔۔ ج ص ۱۰۳)

۵)امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ:۔

امام دار قطنی "علل" میں فرماتے ہیں!

انہ حدیث صحیح الا ھذا	بے شک یہ حدیث صحیح ہے اور
اللفظۃ و کذالك قال	سوائے لفظ "ثم لم یعد" کے اور
احمد بن حنبل وغیرہ	امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے
	بھی یہی کہا ہے۔(نصب الرایہ
	ج ا ص ۳۹۵)

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کو بھی صرف لفظ "ثم لم یعد" پر اعتراض ہے باقی حدیث سند و متن صحیح مانتے ہیں۔اور اس روایت میں وہ لفظ ہی نہیں لہذا وہ بھی اس حدیث کی تصحیح کرنے والوں میں ہیں۔اور انکی طرف تضعیف کی نسبت کرنا صحیح نہیں ہے۔

۶)علامہ ابن قیم:۔

علامہ ابن قیم اس حدیث پر معترضین کے جملہ اعتراضات کا مختصر تذکرہ کرنے کے بعد جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں!

وقال الحاکم خبر ابن	امام حاکم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ
مسعود مختصر و عاصم	حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی

بن كليب لم يخرج حديثه في الصحيح و ليس كما قال فقد احتج به مسلم۔۔۔۔۔الخ

حدیث لمبی حدیث سے مختصر کی گئی ہے۔اور اسکے راوی عاصم بن کلیب کی حدیث صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں نہیں ہے۔امام ابن قیم فرماتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ امام حاکم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔پس انکی حدیث امام مسلم نے بطور حجت صحیح مسلم میں روایت کی ہے (لہذا اسکے ثقہ ہونے میں شک نہیں)۔(تہذیب السنن مع مختصر السنن ج۱ص۱۴۶)

ذرا آگے لکھتے ہیں!

والا دراج ممكن في قوله ثم لم يعد واما باقيها فاما ان يكون قد روى بالمعنى واما ان يكون صحيحاً۔

اس روایت میں لفظ "ثم لم یعد" کا مدرج ہونا تو ممکن ہے لیکن باقی الفاظ حدیث یا روایت بالمعنی ہیں۔یا اس طرح ہی صحیح ہیں۔(تہذیب السنن مع مختصر السنن ج۱ص۱۴۶)

۷)علامہ ابن دقیق العید علیہ الرحمہ:۔

قال الشیخ تقی الدین فی الامام و عاصم بن کلیب اخرج له مسلم و عبد الرحمن بن الاسود ایضاً اخرج له مسلم و هو تابعی و ثقه ابن معین و علقمة فلا یسائل عنه للاتفاق علی احتجاج به۔	شیخ تقی الدین ابن دقیق العید علیہ الرحمہ اپنی کتاب الامام میں فرماتے ہیں کہ عاصم بن کلیب سے امام مسلم نے صحیح مسلم میں روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح عبدالرحمن سے بھی (لہذا انکے ثقہ ہونے میں کوئی شک نہیں) ویسے بھی امام ابن معین علیہ الرحمہ نے دونوں کو ثقہ کہا ہے۔ اور علقمہ بالاتفاق حجت ہے۔

لہذا اس سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے حجت ہونے میں کوئی شک نہیں۔ علامہ ابن دقیق العید علیہ الرحمہ نے اس حدیث پر دیگر تمام اعتراضات کا جواب بھی دیا ہے۔ دیکھیے (نصب الرایہ ج اص ۳۹۴،۳۹۵)

۸) علامہ زیلعی علیہ الرحمۃ۔

علامہ زیلعی علیہ الرحمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر معترضین کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں!

و هذا الاختلاف یؤدی الی طرح القولین و الرجوع الی صحة الحدیث لو روده عن الثقات۔	حدیث کے تعلیل میں یہ اختلاف دونوں قولوں کے ساقط ہونے اور صحت حدیث کی طرف رجوع کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔ اسکے

ثقہ راویوں کے مروی ہونے کی وجہ سے۔(نصب الرایہ ج ۱ ص ۳۹۶)

امام صاحب نے معترضین کے اعتراضات کو ساقط اور مطروح قرار دیا۔اس حدیث کے راویوں کے ثقہ ہونے کی وجہ سے غور وفکر کی بات ہے۔

۹)علامہ علاؤالدین ابن الترکمانی علیہ الرحمہ:۔

علامہ ابن الترکمانی علیہ الرحمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے راویوں کی فرداً فرداً توثیق کے بعد لکھتے ہیں!

والحاصل ان رجال هذا الحديث على شرط مسلم۔	حاصل یہ ہے کہ اس حدیث کے تمام راوی مسلم کی شرط پر ہیں۔یعنی ثقہ ہیں۔(الجوہر النقی علی البیہقی ج ۲ ص ۷۸)

۱۰)خاتمۃ المحدثین علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ:۔

علامہ سیوطی علیہ الرحمہ اس حدیث کی تصحیح کرنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں!

قال الزركشي فقد صححه ابن حزم والدار قطني وابن القطان وغيرهم وبوب عليه النسائي الرخصة في ترك ذالك قال ابن دقيق	علامہ زرکشی علیہ الرحمہ نے کہا کہ اس حدیث کو ابن حزم ،دار قطنی ،ابن قطان وغیرہم نے صحیح قرار دیا ہے۔اور امام نسائی نے (السنن میں) اس پر ترک رفع الیدین کی رخصت کا باب

العید فی الامام و عاصم بن کلیب ثقه اخرج له مسلم و عبد الرحمن اخرج له مسلم ایضاً و هو تابعی وثقه ابن معین وغیره۔	قائم کیا ہے۔اور علامہ ابن دقیق العید نے الامام میں عاصم بن کلیب کو ثقہ فرمایا۔اور کہا کہ اسکو امام مسلم نے صحیح مسلم میں روایت کیا۔اسی طرح عبدالرحمٰن کو بھی جو تابعی اور ثقہ ہے۔اور ابن معین نے دونوں کو ثقہ کہا۔(اللآلی المصنوعہ ج۲ص ۱۸ دار الکتب العلمیہ طبع بیروت)

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے تصحیح نقل کرنے کے بعد کوئی جرح نہیں کی اور بغیر تردید کے نقل فرمایا۔جو کہ تائید پر دلالت کرتا ہے۔یعنی وہ بھی اس حدیث کے صحیح ہونے پر متفق ہیں۔

۱۱)علامہ احمد شاکر (غیر مقلد):۔

علامہ احمد شاکر حاشیہ محلی ابن حزم میں لکھتے ہیں! "هو حدیث صحیح" یہ حدیث صحیح ہے۔

علامہ احمد شاکر نے اپنے شرح نما حاشیہ ترمذی میں لکھا ہے!

و هذا الحدیث صححه ابن حزم وغیره من الحفاظ و هو حدیث صحیح وما قالوه فی تعلیه لیس بعلة۔	اس حدیث کو ابن حزم وغیرہ حفاظ حدیث نے صحیح کہا ہے۔اور (فی الواقع) یہ حدیث صحیح ہے اور اس کو معلول قرار دینے کیلئے جو کچھ کہا ہے۔وہ حقیقتاً علت نہیں۔(حاشیہ ترمذی احمد شاکر

ج۲ص۴۱)

۱۲)سید ہاشم عبداللہ یمانی:۔

الدرایہ فی تخریج الہدایہ کے حاشیے میں لکھتے ہیں!

وقد رایت لاحمد شاکر رحمه الله فی تعلیقه علی الترمذی کلاماً نفیساً انقله هنا لفائدته۔

میں نے ترمذی کے حاشیہ میں احمد شاکر کا نفیس کلام دیکھا ہے جسے میں اس کے مفید ہونے کی وجہ سے یہاں نقل کرتا ہوں۔(حاشیہ الدرایہ ج۱ص۱۵۰)

آگے حاشیہ ترمذی احمد شاکر کی وہ عبارت نقل کی ہے۔جسکو میں نے اوپر نقل کیا ہے۔

۱۴،۱۳)علامہ شعیب ارناؤوط اور علامہ زھیر الشاویش (غیر مقلد):۔

شرح السنۃ میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔پھر فرماتے ہیں!

وماقالوه فی تعلیقه لیس بعلة۔

اور جو بعض نے اس حدیث میں علتیں نکالی ہیں وہ کچھ نہیں (کیونکہ اس میں کوئی خرابی نہیں)۔(شرح السنۃ ج۳ ص۴۴)

۱۵)علامہ عبدالقادر الارناؤط:۔

صحاح ستہ کے مجموعہ "جامع الاصول" کے حاشیہ میں اس حدیث کی تخریج کے بعد لکھتے ہیں!

"واسناده صحیح "اسکی سند صحیح ہے۔(جامع الاصول ج۵ص۳۰۲)

۱۶)ناصرالدین البانی(غیر مقلد):۔

ناصر الدین البانی نے سنن کی کتابوں کی صحیح اور ضعیف احادیث الگ الگ کتابی شکل میں شائع کر کے انکے نام "صحیح ترمذی، ضعیف ترمذی، صحیح ابوداؤد، ضعیف ابوداؤد، وغیرہ رکھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث چونکہ نسائی، ابوداؤد، ترمذی، میں موجود تھی تو البانی صاحب نے اسکو تینوں کتابوں کی صحیح سنن ترمذی ج ۱ ص ۸۲ وغیرہ۔ اسی طرح مشکوٰۃ میں بھی یہ حدیث تھی تو علامہ البانی نے اسپر تحقیقی کام کیا۔ اور اسکو صحیح لکھا۔ دیکھیے تخریج احادیث المشکوٰۃ حدیث نمبر ۸۰۹۔ مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں!

والحق انه حديث	اور حق بات یہ ہے کہ یہ حدیث بھی
صحيح و اسناده صحيح	صحیح ہے۔ اور اسکی سند بھی مسلم کی
علىٰ شرط مسلم ولم	شرط کے مطابق صحیح ہے اور جن
نجد لمن اعله حجة	لوگوں نے اس حدیث کو معلول
يصلح التعلق بها ورد	قرار دیا ہے ہمیں انکی کوئی ایسی
الحديث من	دلیل نہیں ملی جس سے استدلال
اجلها۔ (مشکوٰۃ المصابیح تحقیق	صحیح ہو۔ اور اس وجہ سے حدیث
محمد ناصر البانی ج ۱ ص ۲۵۴)	رد کر دی جائے۔

۱۷) عطاء اللہ امرتسری (غیر مقلد)۔

عطاء اللہ امرتسری لکھتے ہیں!

قد تكلم ناس في ثبوت	بعض لوگوں نے اس حدیث کے
هذا الحديث والقوى انه	ثبوت میں کلام کیا ہے۔ لیکن قوی
ثابت من رواية عبد الله	بات یہ ہے۔ کہ یہ حدیث حضرت
بن مسعود رضي الله عنه	عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی

روایت سے ثابت ہے۔

(التعلیقات سلفیہ ج۱ص۱۴۳)

اس کتاب کے اسی صفحہ پر فرماتے ہیں!

”قد صححہ بعض اہل الحدیث “ضرور بعض اہل حدیث نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔(التعلیقات سلفیہ ج۱ص۱۴۳)

۱۸)علامہ دکتور طاہر محمد دردیری:۔

علامہ دکتور نے ”مدونۃ الکبریٰ“ کی احادیث کی تخریج میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی سند کے ایک راوی کی تعدیل وتوثیق کے بعد ”الحکم علیٰ ھذا الحدیث “کے تحت لکھتے ہیں!

حدیث المدونۃ حدیث حسن لان فی سندہ عاصم بن کلیب وھو صدوق وبقیۃ رجالہ ثقات وقد حسنہ الترمذی۔	مدونۃ الکبریٰ کی یہ حدیث حسن ہے کیونکہ اس کی سند میں عاصم بن کلیب ہے جو صدوق (سچا) ہے اور اسکے باقی راوی ثقہ ہیں امام ترمذی نے بھی اس حدیث کو حسن کہا ہے۔(تخریج احادیث المدونۃ ج۱ص۱۰۳)

۱۹)علامہ محمد خلیل ہراس (غیر مقلد):۔

علامہ محمد خلیل لکھتے ہیں!

”وھو حدیث صحیح حسنۃ الترمذی “یہ حدیث صحیح ہے اور امام ترمذی نے

اسے حسن کہا ہے۔(حاشیہ محلی ابن حزم ج ۴)

۲۰، ۲۱)امام ابوداؤد اور امام منذری رحمہا اللہ تعالیٰ علیہم:۔

امام ابوداؤد نے اس حدیث کو باب ”من لم یذکر الرفع عند الرکوع “میں امام وکیع کے طریق سے ذکر کیا۔ اور اس کے متابع راویوں کا بھی ذکر کیا اور کوئی اعتراض نہیں کیا جو اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ اگر کوئی اعتراض ہوتا تو متابع راویوں کا بھی ذکر نہ کرتے اور کوئی وجہ ہوتی تو وہ بیان کرتے۔ دیکھیے (ابوداؤد ج ۱ص ۱۱۶)

اسی طرح علامہ منذری نے بھی ”مختصر منذری“ میں اس حدیث کے بعد لکھا!

”واخرجه الترمذی والنسائی وقال الترمذی حدیث حسن “اور اسکے ساتھ اختلاف نہیں کیا جو صحیح کی علامت ہے۔ دیکھیے (مختصر منذری ج ۱ص ۳۶۷)

۲۲)محدث جلیل امام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی علیہ الرحمہ:۔

امام طحاوی علیہ الرحمہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ”شرح معانی الآثار ج ۱ص ۲۶۰“میں اس سے استدلال کیا ہے۔ اور اسے صحیح مانا ہے۔ اسی طرح ج ۱ص ۲۶۵ پر بھی استدلال کیا ہے۔

نورالعینین میں حافظ زبیر علی زئی نے ص ۱۱۹ پر اس روایت کے بارے میں امام ترمذی اور ابن حزم کی تصحیح یوں نقل کی ہے۔ ”سنن ترمذی ۱/ ۵۹ وقال حدیث حسن المحلی ابن حزم ۴/ ۸۷، ۸۸ وقال ان هذا الخبر صحیح“۔

۲۳)ملا علی قاری علیہ الرحمہ:۔

ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے بھی حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو صحیح مانا ہے۔ وہ فرماتے ہیں!

قلت: حديث ابن مسعود رواه ابو داؤد والترمذي، قال الترمذي حديث حسن واخرجه النسائي عن ابن المبارك بسند هما۔	حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نے امام ترمذی نے اسکو حسن کہا اور امام نسائی نے بھی اسکو روایت کیا ابن مبارک کی سند سے۔(الموضوعات الکبریٰ ص ۳۵۲ طبع کراچی)

(۲۴) امام مالک علیہ الرحمۃ۔

علامہ ابن رشد مالکی لکھتے ہیں!

[[پس اہل علم نے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حدیث براء ابن عازب رضی اللہ عنہ کو ترجیح دیتے ہوئے صرف رفع یدین بوقت تحریمہ پر اکتفاء کیا ہے اور اہل مدینہ کے عمل کے ساتھ موافقت کی وجہ سے امام مالک علیہ الرحمۃ کا مذہب بھی یہی ہے]]۔(بدایۃ المجتہد ۱/۹۷)

لہذا اس روایت کو انھوں نے بھی صحیح سمجھا ہے۔لہذا تب ہی عمل کیا ہے۔

علامہ زرقانی مالکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں!

لله در مالك ما ادق نظرة لما اختلف الرايات عن ابن عمر لم يأخذ به واخذ بما جاء عمر وابن مسعود لاعتضادهم كما قال ابن	اللہ تعالیٰ بھلائی کرے امام مالک علیہ الرحمہ کیلئے کیا ہی دقیق نظر تھی انکی جب ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں اختلافات واقع ہوئے تو اس پر عمل نہ کیا اور

عبد البر من جهة النظر۔

حضرت عمرو ابن مسعود رضی اللہ عنہم کے فرمان پر عمل کیا بوجہ مضبوطی کے جیسا کہ ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ جہت نظر کی بناپر امام مالک کا یہ فیصلہ ہے ۔(زرقانی شرح موطا بحوالہ حاشیہ التمہید۹/۲۲۸)

۲۵)عبید اللہ سندھی (غیر مقلد):۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند صحیح ہے۔(مرعاۃ شرح مشکوۃ ۲/۲۹۳)

۲۶)عبدالحی لکھنوی:۔

عبدالحی لکھنوی حاشیہ موطا امام محمد میں فرماتے ہیں!

پھر عدم رفع یدین کی حدیثوں کی سندیں بھی صحیح نہیں سوائے حدیث ابن مسعود کے۔(حاشیہ موطا امام محمد ص ۸۹)

۲۷)علامہ ہاشم سندھی:۔

علامہ ہاشم سندھی فرماتے ہیں!

[[سند ابی داؤد صحیح علی شرط الشیخین یعنی ابوداؤد کی امام بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے]]۔(کشف الرین مترجم ص ۵۶ مع حاشیہ محمد عباس رضوی (کشف الرین ص ۱۱ بحوالہ جلاء العینین ص ۷۰۶)

۲۸)امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ:۔

امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ نے امام اوزاعی کے سامنے یہ حدیث پیش فرمائی۔اور انکے

راویوں کی توثیق فرمائی اور فرمایا تمہارے راویوں سے میرے راوی بہتر ہیں۔اس طرح انھوں نے اس حدیث کو صحیح فرمایا ملاحظہ فرمایئے (مسند امام اعظم ص ۸۹،۹۰،مترجم طبع فرید بک سٹال لاہور،فتح القدیر ا/۲۱۹طبع مصر،شرح سفر السعادت ص ۲۶،الروضۃ الندیا/۹۵)

۲۹)امام نیموی علیہ الرحمۃ:۔

امام نیموی علیہ الرحمہ اپنی کتاب ''آثار السنن'' میں فرماتے ہیں!

''رواۃ الثلاثہ و ھو حدیث صحیح ''اس کو روایت کیا اصحاب ثلاثہ نے اور یہ حدیث صحیح ہے۔(توضیح السنن شرح آثار السنن ا/۳۶۲مترجم)

۳۰)امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے لکھ کر اور عبداللہ بن ادریس کی سند سے بھی روایت لکھی اور پھر فرمایا!

[[فھذا أصح (عبداللہ بن ادریس کی) یہ روایت زیادہ صحیح ہے۔یعنی سفیان کی روایت بھی صحیح ہے لیکن یہ زیادہ صحیح ہے]]۔(جز رفع یدین ترجمہ و تحقیق حافظ زبیر علی زئی ص ۵۷ برقم ۳۲)

سند کا تعارف

اس حدیث کی سند میں کل آٹھ راوی ہیں۔

۱)پہلے راوی خود امام ترمذی ہیں۔جنکے ثقہ ثبت امام ہونے میں سب کا اتفاق ہے۔غیر مقلدین کے ممدوح اور مستند عالم نواب صدیق حسن خان بھوپالی اپنی کتاب ''الحطہ'' میں لکھتے ہیں!

[[امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں نے اپنی اس کتاب (ترمذی) کو تصنیف کیا اور علماء حجاز،علماء عراق و علماء خراسان پر پیش کیا۔سب اس کتاب پر

راضی ہوئے (یعنی سب نے پسند کیا) امام ترمذی فرماتے ہیں! کہ جس گھر میں یہ کتاب ہوگی گویا کہ اس گھر میں نبی کریم ﷺ کلام فرماتے ہیں۔ امام ابن اثیر فرماتے ہیں کہ! ترمذی کی کتاب "ھذا احسن الکتب" تمام کتابوں سے اچھی ہے۔ اور نواب صاحب فرماتے ہیں کہ! حضرت ابو اسماعیل ہروی نے فرمایا! کہ میرے نزدیک ترمذی شریف ،بخاری و مسلم سے بھی زیادہ نافع کتاب ہے۔ اور امام ترمذی نے فرمایا کہ اس کتاب کی ہر حدیث معمول بہ ہے [[۔ (الحطہ فی ذکر صحاح ستہ ص ۲۳۹،۲۴۰)

۲) ھناد:۔

انکا اصل نام ھناد بن السری بن مصعب بن ابی بکر بشر ہے۔ اُنھوں نے عبدالرحمٰن بن ابی زناد و ھیشم ،ابی بکر بن عیاش ،عبد اللہ بن ادریس حفص بن غیاث ،عبد اللہ بن مبارک ،فضیل بن عیاض ،ابن عیینہ اور وکیع سے روایت کی ہے۔ یہ صحیح بخاری کا راوی ہے۔ امام بخاری نے خلق افعال العباد میں ان سے روایت کی ہے۔ اسی طرح ابو حاتم رازی ،امام ابو زرعہ وغیرہ نے بھی روایت کی ہے۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا ھناد کو لازم پکڑو۔ امام ابو حاتم نے کہا کہ ھناد صدوق ہے۔ یعنی سچا ہے۔ امام نسائی نے کہا کہ ھناد ثقہ ہے۔ ابن حبان نے ثقات میں داخل کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۴۷،۴۸)

۳) وکیع بن الجراح:۔

یہ بھی صحیح بخاری و صحیح مسلم کا راوی ہے۔ امام بخاری نے صحیح بخاری مترجم وحید الزمان ج ۲ ص ۱۸۹،۲۵۲ میں روایت کی ہے۔ اسی طرح امام مسلم نے صحیح مسلم شرح سعیدی ج ۷ ص ۱۰۱،۲۵۳،۲۵۵،۲۷۹،۲۸۲،۳۵۱،۷۷۱، میں روایت کی ہے۔ اسکے علاوہ انہوں نے اپنے باپ اور اسماعیل بن ابی خالد ،عکرمہ بن عمار ،امام اعمش ،ابن جریج ،امام اوزاعی اور امام مالک اور بہت سارے محدثین سے روایت کی ہے۔ اور جن محدثین نے آپ سے روایت کی ہے کہ میں نے وکیع

سے بڑا عالم اور بڑا حافظ نہیں دیکھا۔اور فرماتے تھے کہ وکیع حافظ ہے۔حافظ ہے اور عبدالرحمٰن بن مہدی سے بڑا حافظ ہے۔(تہذیب التہذیب ج۱۱ص ۸۱،۸۲)

ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں!

"ثقہ، حافظ، عابد من کبار التاسعہ "ثقہ، حافظ، عابد اور نویں طبقہ کے علماء کبار میں سے ہے۔(تقریب التہذیب ج۲ص ۲۸۲)

امام ذہبی فرماتے ہیں!

کہ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں وکیع اپنے زمانے میں ایسے تھے جیسے امام اوزاعی۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں!

]] میں نے وکیع سے کوئی افضل آدمی نہیں دیکھا۔۔۔۔امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں آج دونوں شہروں (کوفہ وبصرہ) کے بڑے عالم وکیع بن جراح ہیں]]۔(تذکرۃ الحفاظ ج ا طبقہ ۶ ص ۲۳۹)

تمام اصحاب ستہ یعنی امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ نے ان سے روایت کی ہے۔لہذا ان کے ثقہ ہونے میں کوئی شک نہیں۔

۴)سفیان ثوری علیہ الرحمۃ:۔

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ بخاری ومسلم کے راوی ہیں۔خصوصاً بخاری شریف کے مرکزی راویوں میں سے ہیں۔(بخاری شریف ج۱ مترجم وحید الزمان مکتبہ رحمانیہ ص ۱۴۷، ۱۵۳، ۱۸۹، ۱۹۷، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۱۰، ۲۱۶، ۲۲۵، ۲۸۲، ۲۹۰ وغیرہ ۱۱۹ مقام پر راوی ہیں۔اب ج۲ دیکھیے ص ۴۹، ۶۸، ۷۱، ۹۰، ۹۷، ۹۹، ۱۰۰، ۱۱۴، ۱۷۶، ۱۹۵، ۲۳۹، ۲۴۰ پر تقریباً پچاس سے زیادہ جگہ راوی ہیں۔اب دیکھیے بخاری ج۳

ص ۵۸، ۵۹، ۹۹، ۱۰۱، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۲۷، ۱۴۰، ۱۴۴، ۱۸۶، ۲۱۴، ۲۲۹، ۲۳۱، ۲۳۷، ۲۵۱ پر تیس سے زیادہ مرتبہ راوی ہیں۔

اسی طرح صحیح مسلم میں راوی ہیں دیکھیے حدیث نمبر ۵۳۷۷، ۶۲۸۱ وغیرہ۔

آپ کا پورا نام سفیان بن سعید بن مسروق "ثور" اِن کے جد اعظم کا نام تھا۔سفیان ثوری علیہ الرحمہ کبار تبع تابعین میں جلیل القدر عظیم الشان امیر المومنین فی الحدیث مجتہد وقت قطب الاسلام محدث، وفقیہہ عابد و زاہد تھے۔ان سے روایت کرنے والوں میں امام مالک،شعبہ اور امام اوزاعی جیسے کبار محدثین تھے۔انکی تعریف کرنے والوں میں عبد اللہ بن مبارک، یحیٰی قطان، یحیٰی بن معین،ابوداؤد، شعبہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے محدثین تھے۔آپ ۹۷ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۶۱ ہجری میں وفات پائی۔(مظاہر حق اسماء الرجال متعلقہ مشکوٰۃ ملحق ج ۵ ص ۶۸ ترجمہ سفیان ثوری)

معرفۃ الثقات ج ۱ ص ۲۰۷ میں امام العجلی لکھتے ہیں!

[[سفیان بن سعید بن مسروق بن ربیع یکنی أبا عبد اللہ کوفی رجل صالح زاہد،عابد ثبت فی الحدیث فقیہہ صاحب سنۃ واتباع وکان من أقوی الناس بکلمۃ شدیدۃ]]۔(برقم ۶۲۵ ج ۱ ص ۲۰۷ طبع مدینہ منورہ)

تذکرۃ القاری میں ہے!

[[کہ انکی جلالت قدر کثرت علوم صلابت دینی فقاہت اور امانت پر تمام علماء متفق ہیں۔اور تبع تابعین میں ہیں۔ابو عاصم نے کہا! کہ سفیان ثوری امیر المومنین فی الحدیث ہیں۔ابن مبارک نے کہا! میں نے ہزار لوگوں سے حدیث لکھی ہے لیکن سفیان سے کوئی افضل نہیں دیکھا۔امام ابن معین نے فرمایا! جو کوئی ثوری کی

مخالفت کرے تو قابل قبول ثوری ہے۔ امام ابن عیینہ نے کہا! کہ میں سفیان ثوری کا غلام ہوں اور وھیب حفظ میں سفیان ثوری کو امام مالک پر مقدم کرتے تھے۔ اور وہ ساتویں طبقہ رؤساء میں تھے]]۔(تذکرۃ القاری بحوالہ کشف الرین ص ۵۲،۵۳)

"قال البخاری لا اعرف لسفیان الثوری عن حبیب بن ابی ثابت ولا عن سلمه بن کُہیل ولا عن منصور و ذکره مشائخ کثیره ولا اعرف عن لسفیان عن ھؤلاءِ تدلیسا ما أقل تدلیسه" ۔(تعریف اہل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس ج۱ ص ۶۶)

ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں!

"ثقہ، حافظ، فقیہ، عابد، امام الحجۃ (تقریب التہذیب ص ۱۲۸) علامہ ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" ج۱ ص ۱۷۲ تا ۱۷۵ پر بڑی تفصیل کیساتھ تذکرہ کیا ہے"۔

ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں!

[[آپ حدیث میں امیر المومنین تھے اور ابن مبارک نے بیان کیا کہ میں نے گیارہ سو شیوخ سے لکھا ہے۔ وہ ان میں سب سے افضل تھے۔ اور ایوب نے بیان کیا میں نے کسی کوئی کو نہیں دیکھا جسے آپ پر ترجیح دوں۔۔۔ عبداللہ نے بیان کیا میں نے ثوری سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ اصحاب مذاہب ثلاثہ نے بیان کیا ہے! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے زمانے میں اور شعبی اپنے زمانے میں اور ثوری اپنے زمانے میں امام تھے]]۔(البدایہ والنہایہ ج ۱۰ ص ۱۶۵)

یحیٰی گوندلوی غیر مقلد نے اپنی کتاب آمین بالجہر ص ۲۵ پر لکھا ہے کہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں!

سفیان الثوری الامام المشهور الفقیه العابد الحافظ

الکبیر وصفہ النسائی وغیر بالتدلیس وقال البخاری ما اقل تدلیسہ۔ امام سفیان ثوری مشہور امام، فقیہہ، عابد اور بہت بڑے حافظ تھے۔ امام نسائی وغیرہ نے انکو مدلس کہا اور امام بخاری نے فرمایا انکی تدلیس بہت کم ہے۔ حافظ ابن حجر نے مدلسین کو ۵ طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔ اور امام ثوری کو دوسرے طبقے میں شمار کیا ہے۔ (دیکھیے طبقات المدلسین ص ۳۲) اور دوسرے طبقے کی خود ہی وضاحت فرمادی۔ فرماتے ہیں! الثانیہ من احتمل الائمہ تدلیس واخرجوالہ فی الصحیح لا مامتہ و قلتہ تدلیسہ فی جنب ماروی کالثوری او کان لا یدلس الاعن ثقہ کابن عیینۃ۔ دوسرا طبقہ جن کی تدلیس کو آئمہ نے قبول کیا ہے۔ انکی امامت اور قلت تدلیس کی وجہ سے صحیح میں احادیث لی ہیں۔ جیسا کہ ثوری تھے یا پھر اس طبقہ میں ایسے راوی ہیں جو صرف ثقہ راویوں سے تدلیس کرتے تھے جیسا کہ امام ابن عیینہ۔ حافظ ابن حجر عسقلانی کی اس اصولی تحریر سے واضح ہو گیا کہ اگرچہ امام ثوری مدلس تھے مگر انکی تدلیس معتبر نہیں۔ جو حدیث کی صحت پر اثر انداز ہو اور حدیث کو تدلیس کی وجہ سے رد کر دیا جائے۔ (آمین بالجہر ص ۲۶،۲۵)

اسکے علاوہ زبیر علی زئی صاحب نے حافظ العلائی صاحب کی کتاب ''جامع التحصیل فی احکام المراسیل'' کے حوالہ سے لکھا ہے کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ تیسرے درجے کے مدلس ہیں۔ جبکہ حافظ العلائی صاحب اپنی کتاب جامع التحصیل فی احکام المراسیل کے صفحہ نمبر ۱۱۳ پر لکھتے ہیں!

[[وثانیھا من احتمل الائمہ تدلیسہ و خرجوالہ فی الصحیح وان لم یصرح بالسماع وذالک اما لا مامتہ او لقلۃ تدلیسہ فی جنب ماروی او لانہ لا یدلس الا عن ثقۃ و ذالک کالزھری و سلیمان الاعمش

وابراہیم النخعی واسماعیل بن ابی خالد وسلیمان التیمی

و حمید الطویل والحکم وابن عتیبۃ ویحییٰ بن ابی کثیر و

جریج والثوری وابن عیینۃ]] الخ۔ دوسرا طبقہ جنکی تدلیس کو ائمہ کرام

نے برداشت کیا ہے اور اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ اگرچہ انھوں نے سماع کی

تصریح نہیں کی اور یہ اس بناء پر ہے کہ وہ امام ہیں یا تدلیس کم کی ہے۔ بنسبت

روایات کے یا تدلیس ثقہ سے کی ہے۔ جیسے زہری و سلیمان الاعمش وابراہیم نخعی

واسماعیل بن ابی خالد و سلیمان التیمی و حمید الطویل و حکم و عتیبہ و یحییٰ بن ابی کثیر

وابن جریج و ثوری اور ابن عیینہ۔

لہذا حافظ العلائی صاحب نے سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ میں شمار کیا ہے اور یہی حق ہے اسی قسم کے الفاظ کتاب "التبیین الاسماء المدلسین" ج ا ص ۶۵ پر ابن العجمی الشافعی نے لکھے ہیں۔ مولانا حافظ محمد گوندلوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں!

[[مدلسین کے طبقات حافظ ابن حجر نے طبقات المدلسین میں انکے پانچ مراتب

بیان کیے ہیں۔ ۱) جس سے بہت کم تدلیس ثابت ہو جیسے یحییٰ بن سعید انصاری

ہیں۔ ۲) جنکی تدلیس کو ائمہ حدیث نے برداشت کیا ہو اور اپنی صحیح میں اس سے

روایت بیان کی ہو کیونکہ انکی تدلیس انکی مرویات کے مقابلہ میں کم ہیں اور وہ

نفسہ امام ہے جیسے ثوری یا وہ ثقہ ہی سے تدلیس کرتا ہے جیسا کہ ابن عیینہ

ہے۔ (خیر الکلام ص ۴۷) اسی طرح عبد الرحمٰن مبارک پوری صاحب غیر مقلد

تحفۃ الاحوذی ج ا ص ۱۲ پر امام ابن حجر عسقلانی کی کتاب طبقات المدلسین سے

یہی بات نقل کی ہے جو خیر الکلام کے حوالہ سے نقل ہوئی۔ لہذا سفیان ثوری رحمۃ

اللہ علیہ قابل قبول راوی ہے۔ ثقہ ہے۔ تدلیس کم کرتا ہے دوسرے درجے کا مدلس

ہے اسی لیے امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں عن سے بھی روایات لی ہیں]]۔

سید بدیع الدین راشدی غیر مقلد اپنی کتاب ''اہل حدیث کے امتیازی مسائل'' ص ۵ طبع حیدر آباد پر ایک اعتراض کے جواب میں لکھتے ہیں!

[[یہ کہ سفیان ثوری اول درجہ کے مدلسین میں سے ہیں۔ اور باقاعدہ محدثین میں انکی تدلیس مقبول ہوگی اگرچہ سماع کی تصریح نہ کریں]]۔

امام سفیان ثوری کی امامت، عدالت، ثقاہت ہم نے ثابت کردی۔ رہی تدلیس وہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ اور حافظ صلاح الدین العلائی اور بدیع الدین راشدی غیر مقلد سے ہم نے رفع کر دی ہے پھر بھی تسلی کیلیے بخاری شریف سے امام ثوری علیہ الرحمہ کی عن سے روایات دکھاتے ہیں کیونکہ امام بخاری نے فرمایا ہے کہ انکی تدلیس بہت قلیل ہے۔ بخاری ج ۱ ص ۲۱۶، ۳۹۶، ۳۵۵، وغیرہ میں ج ۲ ص ۲۹، ۲۹۳، ۳۱۷، ۳۵۳، ۳۷۳، ۳۸۰، ۴۰۵، ۴۰۷، ۴۱۱، ۴۹۰، ۵۰۰، ۵۰۱، ۹۳۷ ج ۳ ص ۵۸، ۶۴۳، ۶۵۳، ۶۶۸، ۶۸۹، ۶۹۲، ۶۹۳ وغیرہ پر عن کے ساتھ روایت فرما رہے ہیں۔ اور امام بخاری نے انکو قبول فرمایا ہے۔ حافظ زبیر علی زئی کا سفیان ثوری علیہ الرحمہ کو ثقہ راوی ہوتے ہوئے قبول نہ کرنا سینہ زوری کے سوا کچھ نہیں اور یہ کہنا کہ انکی کوئی متابع روایت نہیں جو قوی ہو اور عاصم بن کلیب اس روایت میں منفرد ہیں۔ سب جہالت یا تشدد ہے (نور العینین ص ۱۲۷، ۱۲۸) ان شاء اللہ ہم عنقریب قوی متابعات بھی پیش کریں گے۔ امام سفیان ثوری علیہ الرحمہ کا تعارف ذرا لمبا ہوگیا یہ اس لیے کہ بعض نا اہل لوگوں نے امام سفیان ثوری علیہ الرحمہ کی روایات کو رد کرنے کی کوشش کی۔

اسکے علاوہ زبیر علی زئی نے حافظ العلائی کے حوالے سے لکھا کہ انہوں نے سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ میں لکھا ہے تو جناب انہی حافظ العلائی صاحب نے اپنی اسی کتاب جامع التحصیل کے ص ۱۱۳ پر سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ میں شمار کیا ہے۔ دیکھیے حافظ العلائی کی کتاب '' جامع التحصیل فی احکام

المراسیل" ص ۱۱۳۔

۵)عاصم بن کلیب:۔

انکا پورا نام عاصم بن کلیب بن شہاب الجرمی الکوفی ہے۔صغار تبع تابعین میں سے تھے۔روایت حدیث میں صدوق یعنی سچے ہیں بڑے عابد و زاہد تھے۔۱۳۷ ھجری میں وفات پائی۔ان سے سوائے صحیح بخاری کے علاوہ تمام کتب صحاح نے احادیث لی ہیں۔صحیح بخاری میں بھی تعلیقات میں روایت لی ہے دیکھیے (صحیح بخاری ج ۳ ص ۳۶۲ باب ۲۷۷ باب لبس القسی میں)(مظاہرِ حق ج ۱۵ اسماء الرجال ملحق مشکوٰۃ ص ۸۵)

عاصم بن کلیب نے اپنے باپ عبدالرحمٰن بن اسود،محارب بن دثار،علقمہ بن وائل،محمد بن کعب القرظی وغیرہم سے روایت کی ہے۔اور ان سے ابن عون،شعبہ،قاسم بن مالک،سفیان ثوری ،سفیان بن عینیہ وغیرہ نے روایت کی ہے۔امام اثرم نے امام احمد سے بیان کیا ہے کہ"لا باس بحدیثہ "کہ انکی حدیث میں کوئی ڈر نہیں۔امام ابن معین اور امام نسائی نے کہا ثقہ ہے۔امام ابو حاتم نے کہا صالح ہے۔ابن حبان نے ثقات میں داخل کیا۔اور وہ ثقہ مامون ہے۔ابن المدینی نے کہا کہ جب منفرد ہو تو حجت نہیں۔لیکن امام ابن سعد نے کہا کہ ثقہ ہے اور حجت ہے۔(تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۴۰)

ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں!

"عاصم بن کلیب بن شہاب بن المجنون الجرمی الکوفی صدوق "یعنی سچے ہیں۔(تقریب التہذیب ص ۱۶۰)

امام ابو داؤد فرماتے ہیں!

کوفہ والوں سے افضل ہیں۔امام احمد بن صالح المصری فرماتے ہیں۔ثقہ مامون،امام ابن حبان فرماتے ہیں کہ ثقہ راویوں میں سے ہیں۔امام ابن سعد فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں۔ان ا۔۔۔کیا جائے

گا اور یہ زیادہ حدیث والے نہیں ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج۵ ص۵۶)

تذکرۃ القاری میں عاصم بن کلیب کے ترجمہ میں لکھا ہے!

عاصم بن كليب بن شهاب مجنون الجرمي صدوق وثقه يحيى بن معين والنسائي روى له مسلم واصحاب السنن الاربعة وعلق له البخاري۔	عاصم بن کلیب بن شہاب مجنون الجرمی صدوق ہے اور ثقہ کہا یحییٰ بن معین اور نسائی نے اور اس سے امام مسلم نے روایت کی اپنی صحیح میں اور روایت اصحاب سنن نے اور ان سے معلق روایت بخاری نے اپنی صحیح میں۔ (کشف الرین ص۵۳ مترجم)

۶) عبدالرحمٰن بن الاسود:۔

آپکا پورا نام عبدالرحمٰن بن الاسود بن یزید بن قیس النخعی ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی تقریب التہذیب ج۱ ص۵۶۱ اور ترجمہ نمبر ۳۱۵ ۸ طبقہ دار الکتاب العلمیہ بیروت میں لکھتے ہیں! "ثقة من الثالثة" ثقہ ہیں اور طبقہ ثالثہ کے ہیں۔ اسی طرح تہذیب التہذیب میں بھی امام ابن حجر عسقلانی نے لکھا انکی توثیق کی امام ابن معین اور امام نسائی، امام عجلی، امام ابن خراش اور امام ابن حبان نے۔ (بحوالہ کشف الرین فی مسئلہ رفع الیدین ص۵۴)

۷) علقمہ بن قیس:۔

آپکا پورا نام علقمہ بن قیس بن عبداللہ بن مالک ہے۔ آپ رسول کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں پیدا ہوئے۔ اور حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت سعد، حضرت خدیجہ، حضرت ابوالدرداء، حضرت عبداللہ بن مسعود رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دیگر کئی اصحاب رسول ﷺ سے

آپ نے روایات بیان کیں ہیں۔ اور آپ سے حضرت ابراہیم نخعی، حضرت عامر الشعبی، حضرت ابو وائل شقیق بن سلمہ اور دیگر کئی حضرات نے آپ سے روایات بیان کیں ہیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں!

علقمہ بن قیس بن عبد اللہ النخعی الکوفی ثقۃ ثبت فقیہ عابد الثانیۃ۔

علقمہ بن قیس بن عبد اللہ ثقہ، ثبت، فقیہ، عابد اور طبقہ دوم کا راوی ہے۔ (تقریب التہذیب ج۱ ص ۶۸۷ ترجمہ نمبر ۴۶۹۷ مطبوعہ بیروت)

علامہ ذہبی فرماتے ہیں!

[[آپکی کنیت ابو شبل نام علقمہ تھا۔ سلسلہ نسب یہ ہے کہ ابو شبل علقمہ بن قیس بن عبد اللہ النخعی الکوفی آپ عراق کے مشہور فقیہ ابراہیم نخعی کے ماموں اور اسود نخعی کے چچا ہیں۔ حضور ﷺ کی ظاہری حیات میں پیدا ہوئے۔ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبد اللہ بن مسعود، ابو الدرداء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے علم حاصل کیا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پورا قرآن پاک با تجوید پڑھا اور حفظ کیا۔ فقہ اور حدیث کا درس انہی سے لیا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود کے زیرک شاگرد تھے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا! جو میں جانتا ہوں وہ علقمہ بھی جانتا ہے۔۔۔ ذہبی کہتے ہیں! علقمہ فقیہ، امام، ماہر فن، خوش آوازی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے اور حدیث کی روایت میں نہایت قابل اعتماد، نیکو کار پرہیز گار انسان تھے]]۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۵۸ طبقہ دوم)

۸)عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:۔

صحابہ کرام بالاتفاق ثقہ ہیں۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے چند فضائل بیان کیے جاتے ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا قرآن چار آدمیوں سے سیکھو۔ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام پہلے لیا۔(بخاری ۱/۵۳۱،صحیح مسلم ۲/۲۹۳،جامع ترمذی ۲/۲۲۱)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر بغیر مشورے کے کسی کو میں امیر بناتا تو عبداللہ بن مسعود کو بناتا۔(جامع ترمذی ۲/۲۲۱)

ترمذی میں ہی مذکور ہے کہ!

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ حضور ﷺ کو وضو کرانے والے اور آپ ﷺ کی نعلین اقدس اٹھانے والے صحابی ہیں۔(جامع ترمذی ۲/۲۲۱)

ہم نے اس روایت کے تمام راویوں کا ترجمہ پیش کر دیا ہے۔جس سے یہ ثابت ہے کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔لہذا روایت سنداً صحیح ہے جیسا محدثین کی تصحیح سے بھی ظاہر ہے۔اب اس کے متعدد طرق بیان کیے جاتے ہیں۔

۱)سنن نسائی سے:۔سند یہ ہے۔

سند نمبر ا:۔اخبرنا سوید بن نصر ۔حدثنا عبداللہ بن مبارک عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمہ عن عبداللہ بن مسعود۔(نسائی ۱/۱۱۷)

۱)سوید بن نصر:۔

آپکا پورا نام سوید بن نصر بن سوید المروزی کنیت ابو الفضل ہے۔ابن حجر فرماتے ہیں "راویة ابن مبارك ثقه" ابن مبارک سے روایت کرتے ہیں ثقہ ہیں(تقریب التہذیب ج ا ص ۴۰۵ ترجمہ ۲۷۰۷،تہذیب التہذیب ۴/۲۸۰،تہذیب الکمال ترجمہ ۲۶۵۱ ج ۱۲ ص ۲۷۲)

۲)عبداللہ بن مبارک:۔

ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں!

[[عبداللہ بن مبارک المروزی، مولیٰ بنی حنظلۃ، ثقہ، ثبت فقیہ، عالم، جواد مجاہد، جمعت فیہ خصال الخیر]]۔ (تقریب التہذیب ج۱ ص۵۲۷ ترجمہ۳۵۸۱ طبع بیروت) اور زیادہ تفصیل تہذیب التہذیب ج۵ ص۳۸۲ میں دیکھی جا سکتی ہے۔ باقی راویوں کا ترجمہ پہلے پیش کیا جا چکا ہے۔ لہذا وہیں ملاحظہ فرمائیں۔

سند نمبر۲: سنن نسائی ج۱ ص۱۴۰ کی سند

[[اخبرنا محمود بن غیلان المروزی، حدثنا وکیع حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمہ عن عبد اللہ بن مسعود]]۔

محمود بن غیلان المروزی:۔

ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں!

محمود بن غیلان، العدوی مولاہم ابو احمد المروزی، نزیل بغداد ثقہ۔ (تقریب التہذیب ج۲ ص۱۶۴ ترجمہ ۶۵۳۷ طبع بیروت)

ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب ج۵ ص۳۸۸ پر فرماتے ہیں!

[[امام مروزی نے امام احمد سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا! میں اسے حدیث سے جانتا ہوں۔ یہ صاحب سنت ہیں۔ امام نسائی نے فرمایا یہ ثقہ ہیں۔ امام ابن حبان نے اس راوی کو ثقات میں داخل کیا]]۔

ان تین اسناد کا تعارف آپ نے دیکھا نسائی کی دوسری روایت میں محمود بن غیلان کے علاوہ باقی راویوں کا تعارف ہو چکا۔ اگر کوئی سند نہ بھی ہوتی تو یہ تینوں صحیح سندوں سے بھی مسئلہ واضح ہے۔ مگر پھر بھی باقی اسناد بھی ملاحظہ فرمایئے۔

سند نمبر۳:۔حدثنا عثمان بن ابی شیبه نا وکیع عن سفیان عن عاصم یعنی ابن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمه عن عبد الله ۔(ابوداؤد ج۱ ص ۱۱۶)

سند نمبر۴:۔حدثنا الحسن بن علی نا معاویة و خالد بن عمرو و ابو حذیفة قالوا نا سفیان باسناده بهذا۔(ابوداؤد ج۱ ص۱۱۶)

سند نمبر۵:۔حدثنا عبد الله حدثنی ابی حدثنا وکیع حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمه قال قال ابن مسعود ۔(مسند احمد ج۱ ص ۳۸۷ طبع بیروت)

سند نمبر۶:۔حدثنا وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمه عن عبد الله (مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص ۲۳۶)

سند نمبر۷:۔ابو حنیفة و حدثنا حماد عن ابراهیم عن علقمه والاسود عن ابن مسعود۔(مسند امام اعظم مترجم ص۹۰)

سند نمبر۸:۔اخبرنا ابو طاهر الفقیه انبأنا ابو حامد بن بلال انبأ محمد بن اسماعیل الاحمسی ثنا وکیع عن سفیان عن عاصم ـــــ(سنن الکبریٰ بیہقی ۲/۷۸)

سند نمبر۹:۔رواه محمد بن جابر عن حماد بن ابی سلیمان عن ابراهیم عن علقمه عن عبد الله بن مسعود۔(سنن الکبریٰ بیہقی ۲/۸۰)

سند نمبر۱۰:۔حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا نعیم بن حماد قال ثنا وکیع عن سفیان عن عاصم ـــــ عبد الله (طحاوی ج۱ ص۱۶۲)

سند نمبر۱۱:۔حدثنا محمد بن نعمان قال ثنا یحییٰ بن یحییٰ قال و کیع عن سفیان

فذکر مثله باسناده ـ (طحاوی ج ۱ ص ۱۶۲)

سند نمبر ۱۲:۔ وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود و علقمه قالا قال عبد الله بن مسعود (المدونۃ الکبریٰ ۶۹/۱)

سند نمبر ۱۳:۔ حدثنا حمام ثنا عبد الله بن محمد الباجی ثنا محمد بن مالك بن ایمن ثنا محمد بن اسماعیل الصائغ ثنا ذهیر بن حرب ثنا وکیع عن سفیان الثوری عن عاصم ـــــ عبد الله (محلی ابن حزم ۴/۳)

سند نمبر ۱۴:۔ حدثنا حمام ثنا عباس بن اصبغ ثنا محمد بن عبد المالك بن ایمن ثنا محمد بن اسماعیل الصائغ نا ذهیر بن حرب ابو خیثمة ثنا وکیع عن سفیان الثوری عن عاصم ـــــ عبد الله (محلی ابن حزم ۲۶۵/۴)

سند نمبر ۱۵:۔ حدثنا وکیع عن مسعر عن ابی معشر عن ابراهیم عن عبد الله ـ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۶)

سند نمبر ۱۶:۔ حدثنا اسحاق عن عبد الرزاق عن حصین عن ابراهیم ان ابن مسعود ـ (المعجم الکبیر للطبرانی جز ۱ تا ۹ ص ۲۶۱)

سند نمبر ۱۷:۔ حدثنا محمد بن عبد الله الحضیری ثنا احمد بن یونس ثنا ابو الاحوص عن حصین عن ابراهیم قال کان عبد الله ـ (حوالہ مذکورہ)

سند نمبر ۱۸:۔ حدثنا علی بن عبد العزیز ثنا حجاج بن المنهال ثنا حماد بن سلمة عن حماد عن ابراهیم عن عبد الله بن مسعود ـ (حوالہ مذکورہ)

سند نمبر ۱۹:۔ حدثنا اسحاق بن اسرائیل حدثنا محمد بن جابر عن حماد عن ابراهیم عن علقمة عن عبد الله ـــ (مسند ابو یعلیٰ موصلی ۳۶/۵)

سند نمبر ۲۰:۔ حدثنا ذهیر حدثنا وکیع حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن

عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال ابی مسعود ۔(مسند ابو یعلیٰ موصلی ۵/۳۶،۳۷)

سند نمبر ۲۱:۔حدثنا ابو خیثمة حدثنا وکیع حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال ابی مسعود (مسند ابو یعلیٰ موصلی ۵/۳۶،۳۷)

سند نمبر ۲۲:۔حدثنا ابو عثمان سعید بن محمد بن احمد الحناط و عبد الوہاب بن عیسیٰ بن ابی حیة قالا نا اسحاق بن ابی اسرائیل نا محمد بن جابر عن حماد عن ابراہیم عن علقمة عن عبد اللہ۔۔۔(دار قطنی ۱/۳۹۹،۴۰۰)

سند ۲۳:۔عبد الرزاق عن الثوری عن حصین عن ابراہیم عن ابی مسعود ۔۔۔(مصنف عبد الرزاق ۲/۷۱)

سند نمبر ۲۴:۔عبد الرزاق عن ابن عیینه عن حصین عن ابراہیم عن ابن مسعود مثله ۔۔(حوالہ مذکور)

سند نمبر ۲۵:۔عبد الرزاق عن الثوری عن حماد قال سالت ابراہیم عن ذلك فقال یرفع یدیه اول مرة ۔(حوالہ مذکورہ)

سند نمبر ۲۶:۔قال محمد اخبرنا الثوری حدثنا حصین عن ابراہیم ان ابن مسعود ۔(مؤطا امام محمد ص ۹۰)

سند نمبر ۲۷:۔ابو حنیفة عن ابراہیم عن الاسود ان عبد اللہ بن مسعود ۔(جامع المسانید خوارزمی ۱/۳۵۵)

سند نمبر ۲۸:۔محمد بن جابر عن حماد عن ابراہیم عن علقمة عن عبد اللہ (جز رفع یدین للبخاری ص ۶۳)

سند نمبر ۲۹:۔حدثنا محمد بن صالح بن هانی حدثنا ابراہیم بن محمد بن مخلد الضریر حدثنا اسحاق بن اسرائیل حدثنا محمد بن جابر الیمامی حدثنا حماد بن ابی سلیمان عن ابراہیم عن علقمة عن عبد الله ۔(اللآلی المصنوعة ۲/۱۷)

سند نمبر ۳۰:۔حدثنا عبد الله بن صالح بن عبد الله ابو محمد قال حدثنا اسحاق بن ابراہیم المروزی حدثنا محمد بن جابر السحیمی عن حماد عن ابراہیم عن علقمة عن عبد الله۔(کتاب المعجم فی اسامی شیوخ ابوبکر اسماعیلی ۲/۳۹۲)

سند نمبر ۳۱:۔اخبرنی الحسن بن علی التمیمی و محمد بن عبد الملك القرشی قالا اخبرنا عمر بن عبد الله بن عمرو بن عثمان بن حماد بن حسان بن عبد الرحمن و یعرف بابن ابی حسان الزیادی حدثنا اسحاق ابن ابی اسرائیل حدثنا محمد بن جابر حدثنا حماد عن ابراہیم عن علقمة عن عبد الله ۔(تاریخ بغداد ج الحادی عشر ص ۲۴۳)

سند نمبر ۳۲:۔حدثنا سلیمان بن ربیع البرجمی حدثنا کادح بن رحمة حدثنا سفیان عن عاصم۔۔۔۔۔عبد الله۔(تاریخ بغداد ج الحادی عشر ص ۳۴۰)

سند نمبر ۳۳:۔حدثنا اسحاق بن ابراہیم ثنا لوین ثنا اسحاق بن اسرائیل ثنا محمد بن جابر عن حماد عن ابراہیم عن علقمة عن عبد الله۔(کامل ابن عدی ج السادس ص ۱۵۲)

سند نمبر ۳۴:۔اخبرنا سفیان الثوری قال حدثنا حصین عن ابراہیم عبد الله ۔(کتاب الحجہ علی اہل المدینۃ ۱/۹۷)

سند نمبر ۳۵:۔امام ذہبی فرماتے ہیں اسحاق بن اسرائیل حدثنا محمد بن جابر

عن حماد عن ابراہیم عن علقمة عن عبد الله ۔(میزان الاعتدال ۳/۴۹۶)

سند نمبر ۳۶:۔ما حدثنا علی بن عبد العزیز و محمد بن اسماعیل و محمد بن جعفر ابن محمد قالوا حدثنا اسحاق ابن ابراہیم حدثنا محمد بن جابر السحیمی عن حماد عن ابراہیم عن علقمة عن عبد الله ۔(کتاب الضعفاء کبیر عقیلی ۴/۴۲)

سند نمبر ۳۷:۔حدثنا عبد الوارث بن سفیان قال حدثنا قاسم بن اصبغ حدثنا عبد الله بن احمد بن حنبل قال حدثنی ابی قال حدثنا وکیع عن عاصم بن کلیب عن ۔۔۔عبد الله ۔(التمہید ابن عبد البر ۹/۲۱۵)

سند نمبر ۳۸:۔حدثنا حماد عن ابراہیم عن علقمة والاسود عن عبد الله ۔۔اس روایت کی سند یہ ہے۔اخبرنی تاج الاسلام ابو سعد اسمعانی فی کتابه اخبرنا ابو الفرج سعید بن ابی رجاء باصبهان اذنا انا ابو الحسین احمد بن محمد الاسکاف قرآة انا الحافظ ابو عبد الله بن منده انا ابو محمد الحارثی انبا محمد بن ابراہیم الرازی انبا سلیمان بن الشا کوتی سمعت سفیان بن عینیه یقول اجتمع ابو حنیفة والاوزاعی ۔(مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ لامام الموفق بن احمد مکی ۱/۱۴۳)

سند نمبر ۳۹:۔قال ابو حاتم و هو الذی روی حماد عن ابراہیم عن علقمة عن عبد الله ۔(کتاب المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین ابن حبان ۲/۱۷۰)

سند نمبر ۴۰:۔چالیسویں سند ترمذی کی جو شروع میں بیان ہوئی جس کی تائید میں یہ انتالیس سندیں پیش کیں۔یہ سندیں کچھ مرفوع روایات کی ہیں۔اور کچھ موقوف کی۔اور متن موقوف الفاظ کے ساتھ مگر مفہوم سب کا ایک ہی ہے۔اگر یہ سب اسناد ضعیف بھی ہوتیں تب بھی مل کر یہ حسن لغیرہ بن

جائیں۔اور مثل صحیح خود احکام حلال میں حجت ہو جاتی ہے۔محدثین سے اس بارے میں ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔مرقاۃ شرح مشکوۃ ۳/۱۸ طبع ملتان میں ہے!

"تعدد الطرق یبلغ الحدیث الضعیف الی حد الحسن" متعدد روایتوں سے آنا حدیث ضعیف کو درجہ حسن تک پہنچا دیتا ہے۔

۲۔ملا علی قاری فرماتے ہیں!

"تعدد الطرق ولو ضعفت یرقی الحدیث الی الحسن" طرق متعددہ اگرچہ ضعیف ہوں حدیث کو درجہ حسن تک ترقی دیتے ہیں۔(اسرار المرفوع فی اخبار الموضوع ص ۲۲۶)

۳۔فتح القدیر میں ہے!

"لو تم تضعیف کلها کانت حسنة لتعدد الطرق و کثرتها" اگر سب کا ضعف ثابت بھی ہو جائے تاہم حدیث حسن ہوگی۔کہ طرق متعدد و کثیر ہیں۔

۴۔امام عبدالوہاب شعرانی المیزان الکبری ۱/۶۸ میں فرماتے ہیں!

قد احتج جمهور	بے شک جمہور محدثین نے
المحدثین بالحدیث	حدیث ضعیف کو کثرت طرق سے
الضعیف اذا کثرت طرقه	حجت مانا ہے۔اور اسے کبھی صحیح
والحقوه بالصحیح تارہ	اور کبھی حسن سے ملحق کیا۔اس قسم
وبالحسن اخری و هذا	کی ضعیف حدیثیں امام بیہقی کی
النوع من الضعیف یوجد	سنن الکبری میں بکثرت پائی
کثیرا فی کتاب السنن	جاتی ہیں جسے انھوں نے ائمہ
الکبری للبیهقی التی	مجتہدین و اصحاب ائمہ کے

الفها بقصد الاحتجاج مذاہب پر دلائل بیان کرنے کی

لاقوال الائمة واقوال غرض سے تالیف فرمایا۔

صحابهم۔

۵۔امام ابن حجر مکی الصواعق المحرقہ ص ۱۸۲ طبع ملتان میں فرماتے ہیں کہ امام بیہقی نے فرمایا!

"هذا الاسانيد وان كانت ضعيفة لكنها اذا ضم بعضها الى بعض احدثت قوة" یہ سندیں اگرچہ سب ضعیف ہیں مگر آپس میں مل کر قوت پیدا کریں گی۔

۶۔علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں!

المتروك اوالمنكر اذا تعددت طرقه ارتقى الى درجة الضعيف الغريب بل ربما ارتقى الى الحسن متروك یا منکر کہ سخت قوی الضعف۔

یہ بھی تعدد طرق سے ضعیف غریب بلکہ حق کے درجہ تک ترقی کرتی ہیں۔(التعقبات ص ۷۵)

حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے متابعات و شواهد

روایت نمبر ۱:۔

حدثنا محمد بن الصباح البزاز نا شريك عن يزيد ابن ابى زياد عن عبد الرحمن ابن ابى ليلىٰ عن

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک

انبرآء ان رسول الله ﷺ	اٹھاتے اور پھر ایسا نہ
کان اذا افتتح الصلوٰة رفع	کرتے۔(سنن ابو داؤد ج ا ص
یدیه الی قریب من اذنیه	۳۰۴ رقم الحدیث ۷۴۵ مترجم طبع
ثم لا یعود۔	فرید بک سٹال لاہور)

اس روایت میں صرف یزید ابن ابی زیاد پر اعتراض ہے۔لہذا اس کی توثیق ملاحظہ ہوتا کہ غلط فہمی رفع ہو جائے۔

یزید ابن ابی زیاد:۔

۱)امام ابن عجلی فرماتے ہیں کوفی ثقہ جائز الحدیث ہیں۔(معرفۃ الثقات عجلی ۲/۳۶۴)

۲)ابن شاہین نے انکو ثقات میں ذکر کیا۔(الثقات رقم ۱۵۶۱)

۳)احمد بن صالح نے بھی ثقہ فرمایا۔(ثقات ابن شاہین)

۴)یعقوب بن سفیان نے بھی ثقہ فرمایا۔(تہذیب التہذیب البنایہ ۲/۲۹۵)

۵)ابن سعد نے بھی ثقہ فرمایا۔(طبقات الکبریٰ ۶/۳۶۰)

۶)امام منذری فرماتے ہیں کہ علی بن عاصم کہتے ہیں کہ امام شعبہ نے مجھے کہا کہ جب میں یزید بن ابی زیاد سے حدیث لکھ لوں پھر کسی اور سے نہ لکھوں تو مجھے اسکی کوئی پرواہ نہیں۔۔۔۔امام مسلم نے اس سے مقرونا روایت کی اور امام ترمذی نے انکی حدیث کو حسن کہا۔(رجال المنذری مع الترغیب ۴/۳۶۲)

۷)امام ترمذی نے انکی حدیث کو حسن فرمایا۔(جامع ترمذی)

۸)علامہ عینی نے انھیں ثقہ فرمایا۔(البنایہ شرح ھدایہ للعینی ۲/۲۹۵)

۹)امام ابو داؤد نے انکو ثبت فرمایا۔(البنایہ ۲/۲۹۶)

۱۰)امام ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں انکی حدیث روایت کی۔

۱۱)امام ساجی نے فرمایا صدوق ہے۔(البنایہ۲/۲۹۶)

۱۲)امام ابن حبان نے بھی صدوق فرمایا۔(البنایہ۲/۲۹۶نصب الرایہ۱/۴۰۳)

۱۳)امام مسلم نے انکی حدیث اپنی صحیح میں روایت کی اور امام بخاری نے انکی حدیث کو شواہد میں ذکر کیا۔

۱۴)علامہ ابن دقیق العید نے بھی اہل صدوق یعنی سچے راویوں میں شمار کیا۔(الامام بحوالہ نصب الرایہ۱/۴۰۲)

۱۵)ابوالحسن نے انھیں جید الحدیث فرمایا۔(نصب الرایہ۱/۴۰۲)

۱۶)امام ذھبی نے انکو حسن الحدیث فرمایا۔(بحوالہ شذرات الذہب۱/۱۰۶)

۱۷)علامہ عراقی بھی انکو حسن الحدیث کہتے ہیں۔(الدرایہ۲/۶)

یزید بن ابی زیاد متفرد نہیں:۔

عیسٰی بن عبدالرحمٰن اور حکم یزید کے متابع راوی ہیں۔دیکھیے(ابو داؤد،طحاوی،مصنف ابن ابی شیبہ،بیہقی،مسند ابی یعلی وغیرہ میں)

یزید سے شریک بھی روایت کرنے میں اکیلا نہیں:۔

شریک کے متابع راوی ملاحظہ فرمائیں۔

۱)اسماعیل بن زکریا(۲)علی بن عاصم(۳)شعبہ(۴)محمد بن ابی لیلی (دارقطنی ۱/۲۹۳،۲۹۴)(۵)اسرائیل بن یونس(خلافیات بیہقی)(۶)سفیان ثوری(سنن بیہقی ۲/۱۱۷)(۷)محمد بن موسیٰ انصاری(التمہید ۹/۲۱۴)(۸)حمزۃ الزیات(معارف السنن ۲/۴۸۹)

لہٰذا یہ روایت سنداً و متناً صحیح ہے۔اور کم سے کم متابع ہونے کے لائق ہے۔جو نہ مانے تو ضد کا علاج میرے پاس نہیں۔

روایت نمبر۲:۔

حدثنا الحمیدی قال ثنا سفیان ثنا الزہری قال اخبرنی سالم بن عبد اللہ عن ابیہ قال رایت رسول اللہ ﷺ اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حزو منکبیہ واذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع راسہ من الرکوع فلا یرفع ولا بین السجدتین۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب نماز شروع کی تو ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھایا اور جب رکوع کیا اور رکوع سے سر اٹھانے کا ارادہ کیا تو رفع یدین نہیں کیا۔اور نہ ہی دونوں سجدوں کے درمیان ۔(۱)مسند حمیدی قلمی نسخہ دیوبند ص ۷۶ (۲)قلمی نسخہ خانقاہ سراجیہ ص ۷۹ (۳)مسند حمیدی مطبوعہ بیروت ج ۲ ص ۲۷۷ رقم الحدیث ۶۱۴)(۴(تقریب الاسانید وترتیب المسانید ج ۱ ص ۲۲)۵(مسند حمیدی طبع مکتبۃ السلفیہ المدینہ المنورہ السعودیہ العربیہ)

"نورالعینین" ص ۶۷ پر زبیر علی زئی نے بھی نسخہ سعیدیہ، نسخہ دیوبند نسخہ عثمانیہ پر یہ روایت مانی ہے۔

یہ روایت سنداً ومتناً صحیح ہے اسکے تمام راوی بخاری کے راوی ہیں اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ نسخہ ظاہریہ میں "فلا یرفع" نہیں ۔لہذا یہ روایت ترک رفع یدین کی نہیں۔

تو عرض ہے کہ یہ نسخہ ظاہریہ میں اگر ایسا ہے تو اسکے مقابلے میں تین قلمی نسخوں میں تو

ہے۔لہذا انکے مقابلے میں نسخہ ظاہریہ ہی غلط قرار پائے گا۔کیونکہ مکتبہ ظاہریہ پہلے بھی کئی کتابوں میں تحریف کر چکا ہے۔مثلاً کامل ابن عدی اور نسخہ طبرانی کبیر اور کتاب الضعفاء والمتر وکین دار قطنی میں تحریف ہوئی ہے۔اور یہ روایت ترک رفع یدین کی ہی ہے اسکی دلیل یہ بھی ہے۔

زبیر علی زئی صاحب کی استاد محترم مولانا بدیع الدین سندھی غیر مقلد لکھتے ہیں کہ!

''امام بخاری جب ثقہ کی حدیث پاتے تو اس کو درج فرماتے''۔(جلاء العینین ص ۲۸)اور مولانا مبارک پوری غیر مقلد لکھتے ہیں کہ!''امام بخاری جب حدیث کو امام حمیدی اپنے استاد سے پاتے تو اس سے آگے نہ بڑھتے تھے۔جیسا کہ تقریب ابن حجر میں ہے''(تحفۃ الاحوذی ۲/۲۶۹)

اسی طرح سند صحیح کے ساتھ ''مسند ابی عوانہ ج ۱ ص ۳۳۴'' پر یہ روایت موجود ہے۔جو دار المعرفۃ بیروت سے چھپی ہے۔کیونکہ یہ روایت امام بخاری نے اپنی صحیح میں نہیں لکھی اگر یہ رفع یدین کرنے کی حدیث ہوتی تو اسکو اپنی صحیح میں ضرور لکھتے جیسا کہ پہلے کئی حوالہ جات سے بیان ہوا۔لہذا یہ روایت درست اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی زبردست متابعت ہے۔

روایت نمبر ۳:۔

اخبرنا ابو عبد اللہ	حضرت عباد بن زبیر رضی اللہ عنہ
الحافظ عن ابی العباس	روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم
محمد بن یعقوب عن	ﷺ نماز شروع فرماتے وقت
محمد بن اسحاق الحسن	ہاتھ اٹھاتے پھر نماز سے فارغ
بن ربیع عن حفص بن	ہونے تک رفع یدین نہ
غیاث عن محمد بن ابی	کرتے۔(خلافیات بیہقی بحوالہ
یحییٰ عن عباد بن الزبیر	الدرایہ/۱۵۲)
ان رسول اللہ ﷺ کان اذا	

افتتح الصلوٰة رفع یدیه
فی اول الصلوٰة ثم لم
یرفعهما فی شئی حتیٰ
نفرغ۔

روایت نمبر۴:۔

عن عبد الرحمن بن ابی
لیلیٰ عن الحکم عن
مقسم عن ابن عباس عن
النبی ﷺ قال لا ترفع
الایدی فی سبع مواطن
حین یفتتح الصلوٰة و حین
یدخل المسجد الحرام
فینظر الی البیت و حین
یقوم علی الصفاء و حین
یقوم علی المروة و حین
یقف مع الناس عشیة
عرفة و بجمع والمقامین
حین یرمی الجمرة۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! رفع
یدین نہ کیا جائے مگر سات
مقامات پر۔ جب نماز شروع کی
جائے اور جب مسجد حرام میں
داخل ہوتے وقت بیت اللہ پر نظر
پڑے اور جب صفا و مروہ پہاڑی
پر کھڑا ہو اور عرفہ میں زوال کے
بعد جب لوگوں کے ساتھ وقوف
کرے اور مزدلفہ میں وقوف کے
وقت اور جمرتین کی رمی کرتے وقت
۔ (معجم طبرانی ۱۱/۴۰۲،۴۰۵ بحوالہ
نصب الرایہ ۱/۳۹۰)

ایک اور سند سے بھی یہ روایت طبرانی ۱۱/۳۵۸ پر موجود ہے۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے متابع چند آثار

(۱)

ثنا ابن آدم عن ابی عیاش عن عبد الملك بن الجبیر عن الزبیر بن عدی عن ابراہیم عن الاسود قال صلیت مع عمر فلم یرفع یدیه فی شئی من الصلوٰۃ الا حین افتتح الصلوٰۃ۔

حضرت اسود فرماتے ہیں کہ! میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ پس آپ نے نماز میں کسی جگہ بھی رفع یدین نہیں کیا مگر نماز کو شروع کرتے وقت۔(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۳۷(۲)طحاوی ۱/۱۶۴)

یہ روایت صحیح ہے اور اسکے سب راوی ثقہ ہیں۔

(۲)

وکیع عن ابی بکر بن عبد اللہ ابن قطاف النہشلی ثنا عاصم بن کلیب عن ابیه ان علیا رضی اللہ عنه کان یرفع یدیه فی اول تکبیرۃ من الصلوٰۃ ثم لا یرفع بعد۔

عاصم بن کلیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ! بے شک حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز میں پہلی تکبیر کیساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے اسکے بعد رفع یدین نہ کرتے تھے۔(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۳۶(۲)موطا امام محمد ص۹۰ (۳)طحاوی

۱/۱۶۳(۴)مسند امام زید بن علی

ص ۸۹)

یہ روایت بھی صحیح ہے۔علامہ ماردینی فرماتے ہیں اسکے تمام راوی ثقہ ہیں ۔(جوہر النقی ۲/۷۸)

(۳)

ثنا ابو بكر بن عياش عن	حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں
حصين عن مجاهد قال	نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ
ما رايت ابن عمر يرفع	عنہ کو رفع یدین کرتے نہیں
يديه الا في اول ما يفتتح۔	دیکھا۔مگر نماز کے شروع
	میں ۔(مصنف ابن ابی شیبہ
	۱/۲۳۷)

اورطحاوی شرح معانی الآثار ۱/۱۶۳ پر یہ سند یوں ہے۔" ثنا ابن ابي داؤد ثنا احمد بن يونس ثنا ابو بكر بن عياش عن حصين عن مجاهد "۔۔۔موطا امام محمد ص ۹۴ پر یوں ہے۔" قال محمد نا محمد بن ابان بن صالح عن عبد العزيز بن حكيم رايت ابن عمر يرفع يديه حذا اذنيه في اول تكبيرة افتتاح الصلوٰة ولم يرفعهما في ما سوا ذلك "۔

یہ سند بھی صحیح ہے۔

ان متابعات وشواہد سے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تقویت واضح ہے۔اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر اعتراضات اور انکے جوابات

اعتراض نمبر ا:۔زبیر علی زئی غیر مقلد نے اپنی کتاب ''نور العینین ص ۱۱۹ تا ۱۲۳ میں جو اعتراضات کیے ہیں ۔انکا ان شاءاللہ ترتیب وار جواب دیا جائے گا۔پہلا اعتراض یہ ہے کہ اس روایت کو عبداللہ بن مبارک نے ''لم یثبت ''فرمایا کہ یہ حدیث ثابت نہیں۔لہذا یہ روایت قبول نہیں۔

جواب۔حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ خود ترک رفع یدین کے راوی ہیں جیسا پہلے اسناد میں بیان ہوا سند نمبر ا سنن نسائی ج ا ص ۱۱۷ میں ہے جس کے صحیح ہونے میں شبہ نہیں سند یوں ہے۔''اخبرنا سوید بن نصر حدثنا عبد اللہ بن مبارک عن سفیان ۔۔الخ اسکی سند میں سب راوی ثقہ ہیں۔پہلے راوی امام نسائی جسکے ثقہ ہونے میں کوئی شک نہیں اسی طرح سوید بن نصر بھی ثقہ ہے۔پہلی سند کے راویوں کے ترجمہ میں تمام راویوں کی توثیق ملاحظہ فرمائیں۔اب جو خود راوی ہو اور پھر وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ سند ثابت نہیں جو جرح کی سند ہے ذرا ملاحظہ فرمائیں۔

امام ترمذی فرماتے ہیں!

''حدثنا بذالك احمد بن عبدة الآملی ثنا وھب بن زمعة عن سفیان بن عبد الملك عن عبد اللہ بن مبارك۔''

اس سند میں امام ترمذی کے استاد احمد بن عبدۃ کے حالات معلوم نہیں۔یہ کب پیدا ہوا؟ کب فوت ہوا؟ آٹھویں صدی تک کسی محدث نے اسکی تعریف نہیں کی سوائے امام ذہبی کے انھوں نے اسکو صدوق کہا۔دیکھیے (الکاشف ا/۱۲۳ اور تہذیب ا/۱۵۹ اور امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ!راوی کی توثیق جو صدوق کے لفظ سے کی جاتی ہے اسکا درجہ ثقہ اور متقن کے الفاظ سے کم ہے۔اور صدوق کے ساتھ ضعیف کا لفظ بھی مل سکتا ہے۔جیسے امام ابو حاتم حماد بن ابی سلیمان کے بارے میں لکھتے ہیں!''صدوق لا یحتج بہ ''یہ صدوق ہے مگر اسکے ساتھ حجت نہ پکڑی جائے ایسی گھٹیا درجہ کی سند سے رد کرنا اعلیٰ درجہ سند کو یہ کہاں کا انصاف ہے۔یہی وجہ ہے کہ امام ترمذی نے پھر بھی حدیث کو

حسن فرمایا اور دوسری بات یہ کہ عبداللہ بن مبارک کی جرح قولی حدیث پر ہے۔اور ہم نے فعلی حدیث لکھی ہے۔اگر بالفرض جرح صحیح بھی ہو تو قولی روایت پر ہے نہ کہ فعلی پر حالانکہ فعلی روایت کے عبداللہ بن مبارک خود راوی ہیں دیکھیے (نسائی ۱/۱۱۷) میں لہذا یہ سوائے دھوکے کے اور کچھ نہیں۔

اعتراض نمبر ۲:۔امام شافعی علیہ الرحمہ نے اسکو رد کر دیا ہے یہ ثابت نہیں۔(۱) شرح الزرقانی علی موطا امام مالک ۱/۱۵۸ (۲) سبل السلام (۳) فتح الباری۔

جواب۔اس جرح کی سند منقطع ہے۔ان میں کسی صاحب کی ملاقات ثابت نہیں۔لہذا یہ جرح مردود ہے۔

اعتراض نمبر ۳:۔احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے اسکو ضعیف کہا۔التمہید ۹/۲۱۹۔

جواب۔امام احمد نے صرف ''ثم لم یعد ''پر اعتراض کیا ہے اور باقی حدیث کو خود مسند احمد ۱/۳۸۸''فلم یرفع یدیہ الامرۃ'' کے الفاظ سے روایت کیا اور یہی الفاظ ہماری روایت کے ہیں۔لہذا امام صاحب کا نام لیکر لوگوں کو دھوکہ دینا درست نہیں۔اور نہ انھوں نے اس روایت و متن کو ضعیف کہا ہے۔اگر اصل الفاظ لکھ دیتے تو لوگوں کو حقیقت کا پتہ چل جاتا لہذا صرف حوالہ دیا۔اللہ تعالیٰ دھوکے بازوں سے محفوظ رکھے۔یہ تو صحیح کہنے والوں میں ہیں۔

اعتراض نمبر ۴:۔ابو حاتم الرازی نے کہا کہ یہ حدیث خطا ہے کہ ثوری کو اس میں وہم ہوا ہے۔کیونکہ ایک جماعت نے اسکو عاصم بن کلیب سے ان الفاظ کیساتھ بیان کیا کہ نبی ﷺ نے نماز شروع کی۔پس ہاتھ اٹھائے پھر رکوع کیا اور تطبیق کی اور اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھا کسی دوسرے نے ثوری والی بات بیان نہیں کی ہے۔(علل الحدیث ۱/۹۶،نور العینین ۱۴۰،۱۴۱)

جواب۔یہ کہنا کہ عاصم بن کلیب سے ایک جماعت نے روایت تطبیق کی ہے غلط ہے۔بلکہ عبداللہ بن ادریس کے علاوہ کسی نے بھی بیان نہیں کی۔دوسری بات یہ غلط ہے کہ سفیان ثوری والی بات کسی اور نے بیان نہیں کی۔سفیان کی طرح ابو بکر نہشلی اور ابن ادریس نے بھی بیان کیا ہے۔دیکھیے (العلل

الوردہ ۵/ ۱۷۱ تا ۱۷۳ طبع الریاض سعودی عرب) لہٰذا یہ جرح مردود ہے۔

اعتراض نمبر ۵:۔امام دارقطنی نے کہا "لم یثبت" "یہ حدیث ثابت نہیں۔ (کتاب العلل لدارقطنی ۱/ ۳۴۶)

جواب۔یہ بھی جھوٹ ہے۔دارقطنی نے اپنی کسی کتاب میں یہ نہیں فرمایا کہ یہ حدیث ثابت نہیں۔بلکہ وہ کتاب العلل ۵/ ۱۷۱ طبع ریاض سعودی عرب میں فرماتے ہیں۔"انہ حدیث صحیح" بے شک یہ حدیث صحیح ہے۔اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں! "قال دار قطنی انہ صحیح" دارقطنی نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔(الدرایہ ۱/ ۱۵۰) اور دوسری جگہ فرماتے ہیں "واسنادہ صحیح" (العلل الوردہ ۵/ ۱۷۱ طبع ریاض)۔یہ تو اس حدیث کو صحیح کہنے والوں میں سے ہیں نہ کہ ضعیف کہنے والوں میں۔اس روایت کی تصحیح کرنے والوں میں پیچھے دیکھ لیجیے۔

اعتراض نمبر ۶:۔حافظ ابن حبان صاحب الصحیح نے کتاب الصلوۃ میں کہا کہ یہ روایت حقیقت میں سب سے زیادہ ضعیف ہے۔کیونکہ اس کی علتیں ہیں جو اسے باطل کردیتی ہیں۔(تلخیص الحبیر ۱/ ۲۲۲ بحوالہ نور العینین ص ۱۲۱)۔

جواب پہلی بات تو یہ ہے کہ حافظ ابن حبان کی کتاب الصلوۃ نام کی کوئی کتاب نہیں۔یہ سفید جھوٹ ہے اور اسکے سوا کچھ نہیں۔دوسری بات اگر یہ جرح مان بھی لی جائے تو جرح مبہم ہے۔غیر مفسر ہے جسکا کوئی اعتبار نہیں۔معلوم نہیں کہ ابن حبان کی جرح ابن مسعود کی کس سند پر ہے۔لہٰذا مردود ہے۔

اعتراض نمبر ۷:۔امام ابو داؤد نے کہا۔یہ حدیث مختصر ہے لمبی حدیث سے اور یہ اس لفظ پر صحیح نہیں۔سنن ابی داؤد نسخہ حمیصۃ و مشکوۃ بحوالہ نور العینین ص ۱۲۱۔

جواب۔شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد کے پاس جو دو نسخے ہیں۔اسکا حوالہ زبیر علی زئی نے دیا تو اس میں اس غیر مقلد نے تحریف کی ہے۔اسی طرح ابن عبدالبر کی التمہید میں غیر مقلد محشی نے تحریف کی ہے اور جو پہلے نسخے ابو داؤد کے ہیں ان میں یہ بات نہیں۔ابن حجر عسقلانی تلخیص الحبیر میں نقل

کرنے میں محتاط نہیں۔ابن حجر خود فرماتے ہیں! میں اسپر راضی نہیں۔اور ابو داؤد کی جرح براء بن عازب کی حدیث پر ہے نہ کہ حدیث ابن مسعود پر لہذا یہ اعتراض اور جرح باطل ہے۔

اعتراض نمبر ۸:۔یحیٰی بن آدم ملاحظہ فرمائیں تلخیص الحبیر ۱/۲۲۲ بحوالہ نور العینین ص ۱۲۷۔

جواب۔یحیٰی بن آدم نے بھی جرح نہیں کی ورنہ جرح کے الفاظ بیان کیے جائیں۔حالانکہ صرف امام احمد بن حنبل نے یوں فرمایا کہ! عبداللہ بن ادریس کی حدیث میں یحیٰی بن آدم فرماتے ہیں کہ میں نے نظر کی تو اس میں "ثم لم یعد" نہیں تھا۔دیکھیے جزء رفع الیدین للبخاری۔اب حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کا یہ کہنا کہ امام احمد اور یحیٰی بن آدم کے یہ حدیث ضعیف ہے کس طرح ٹھیک ہو سکتا ہے۔لہذا اصل بات قارئین کے سامنے ہے اور یہ حدیث بھی زبردست صحیح ہے۔

اعتراض نمبر ۹:۔ابو بکر احمد بن عمر (و) البزار نے "وھو حدیث لا یثبت ولا یحتج بہ "(یہ حدیث ثابت نہیں اور حجت نہیں ہے)۔(التمہید ۹/۲۲۰،۲۲۱)

جواب۔اس جرح کو امام بزار کی طرف نسبت کرنا درست نہیں۔کیونکہ محشی کہتا ہے کہ "فی الاصل عمرو البراء والصواب ما اثبۃ" (اصل میں عمرو البراء تھا اور وہ بہتر ہے جس کو میں نے بنایا۔لہذا یہ سارا کارنامہ محشی کا ہے)۔اصل انکی جرح یزید بن ابی زیاد کی روایت پر ہے۔دیکھیے عمدۃ القاری للعینی ۵/۲۷۳ اور تلخیص الحبیر ۱/۲۲۱۔لہذا صرف دھوکہ ہے زبیر صاحب کا۔

اعتراض نمبر ۱۰۔محمد بن وضاح نے اس قسم کی حدیث کو ضعیف کہا۔(التمہید ۹/۲۲۱ بحوالہ نور العینین ص ۱۲۷)

جواب۔محمد بن وضاح کی جرح "ثم لم یعد" والی روایت پر ہے۔مگر دوسری روایات اور خصوصاً جو میں نے روایت پیش کی ہے اس پر جرح نہیں۔اور جو جرح کی ہے وہ بھی مبہم ہے۔کیونکہ ضعیف ہے۔اسکی کوئی دلیل نہیں دی۔اور نہ اس جرح کی سند صحیح ثابت ہے۔لہذا یہ جرح مردود ہے۔اور میری پیش کردہ روایت صحیح ہے۔ورنہ کوئی غیر مقلد ثابت کرے کہ میری پیش کردہ روایت پر محمد بن وضاح کی

جرح ہے۔لہذا یہ بھی زبیر صاحب کا دھوکہ ہے۔

اعتراض نمبر ۱۱:۔امام بخاری نے بحوالہ تلخیص الحبیر ۱/۲۲۲ المجموع شرح المہذب نیز ملاحظہ فرمائیں جز رفع الیدین للبخاری ص ۸۶ وغیرہ۔

جواب ۔امام بخاری علیہ الرحمہ نے جز رفع یدین جو بات لکھی وہ دوسری کتابوں میں نقل ہے ۔اور اصل کتاب جز رفع یدین ہی ہے۔لیکن کتاب خود مشکوک ہے ۔اسکا راوی محمود بن اسحاق الخزاعی مجہول ہے ۔اور یہ جھوٹ بھی بولتا ہے ۔امام بخاری کی طرف منسوب جز رفع یدین کی پہلی روایت محمود بن اسحاق الخزاعی نے یوں بیان کی ہے۔"اخبرنا اسماعیل بن ابی یونس حدثنی عبد الرحمن بن ابی الزناد ۔الخ حالانکہ امام بخاری علیہ الرحمہ کا کوئی استاد بھی اس نام کا نہیں ملتا۔معلوم ہوا کہ امام بخاری پر بہتان ہے۔پھر امام بخاری نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر جرح نہیں کی بلکہ فرماتے ہیں۔کہ امام احمد بن حنبل نے یحییٰ بن آدم سے روایت کی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ادریس کی کتاب میں نظر کی اس میں عاصم بن کلیب کی روایت ہے۔جس میں "ثم یعد" کے الفاظ نہیں ۔اور یہ کوئی جرح نہیں ۔اگر انکی کتاب میں یہ بات نہیں لکھی تو کیا ہوا ۔اور اگر کوئی دوسرا یہ روایت کرے تو کیا معتبر نہ ہوگا۔حالانکہ ابن ادریس کی روایت تو تعلیق والی ہے ۔اسپر قیاس کرنا کہاں درست ہے۔لہذا نہ یہ جرح ہے اور نہ یہ حدیث ضعیف ۔یہ یار لوگوں کی قیاس آرائی اور دھوکہ دہی ہے۔

اعتراض نمبر ۱۲:۔یحییٰ بن معین واللہ اعلم نور العینین ص ۱۲۳۔

جواب ۔یہ خالص جھوٹ ہے ۔اور جلاء العینین سے نقل ماری ہے۔یحییٰ بن معین کی جرح انکی اپنی کسی کتاب میں بھی نہیں ۔لہذا یہ صرف تک بندی ہے۔جو عوام الناس پر رعب ڈالنے کیلیے کی گئی ہے۔

اعتراض نمبر ۱۳:۔ابن القطان الفاسی نے اس زیادت کو خطا قرار دیا۔بحوالہ نور العینین ص ۱۲۳۔

جواب ۔ابن قطان نے حدیث کو صحیح فرمایا صرف زیادت پر بات کی۔تو وہ درست نہیں کیونکہ اگر یہ

بات مان لی جائے تو ہماری پیش کردہ روایت میں زیادت نہیں ۔اور پھر اصول یہ ہے کہ ثقہ زیادت کرے تو قبول ہے اور امام وکیع زبردست ثقہ ہیں ۔تو یہ زیادت بھی ثقہ۔لہذا ااکے نزدیک بھی قبول ہے۔امام بخاری ۱/۲۰۱ میں فرماتے ہیں کہ!"وزیادۃ مقبولۃ اذا رواہ اھل الثبت "ابن حزم لکھتے ہیں!الخذ الزیادۃ واجب "نیز لکھا!"اخذ الزیادات فرض لا یجوز ترکہ (المحلی)امام نووی فرماتے ہیں!"زیادۃ ثقہ وجب قبولھا ولا ترد لنسیان او تقصیر "(شرح مسلم نووی)۔زیادہ ثقہ قبول ہونے کے حوالے ملاحظہ ہوں۔(نصب الرایہ ۱/۳۹،۲۸۴،۳۳۶،الجوہر النقی ۲/۱۵۵،مستدرک حاکم ۱/۳،قسطلانی شرح بخاری ۱/۸،تلخیص الحبیر، نزل الابرار ۱۲۷،دلیل الطالب ص ۱۷۰۔لہذا یہ جرح مردود ہے۔

اعتراض نمبر ۱۴،۱۵،۱۶:۔ابن الملقن نے ضعیف کہا۔الحاکم بحوالہ حاشیہ جلاء العینین ص ۸۸۔بحوالہ نور العینین ص ۱۴۲ اور النووی بحوالہ حاشیہ ایضا اور النووی کی الخلاصہ بحوالہ نور العینین ص ۱۴۲۔

جواب ۔یہ جرح غیر مفسر اور مبہم ہے۔لہذا قبول نہیں ۔اور دوسرے سفیان ثوری کی تدلیس تو انکے ترجمہ میں ملاحظہ فرمائیں ۔تدلیس کے حوالے سے ۔اور یہ کوئی جرح نہیں ۔اس لیے سفیان کی تدلیس محدثین نے قبول کی ہے۔لہذا یہ صرف دھوکہ اور حدیث کو قبول نہ کرنے کے بہانے ہیں جو غیر مقلدین نے بنا رکھے ہیں۔ورنہ یہ حدیث صحیح ہے۔جیسا کہ سند متن اور محدثین کی تصحیح اور شواہد و متابعات سے ملاحظہ فرمایا۔

اعتراض نمبر ۱۷،۱۸:۔دارمی بیہقی نے ضعیف کہا ہے۔بحوالہ تہذیب السنن ابن قیم بحوالہ نور العینین ص ۱۴۳۔

جواب ۔حافظ ابن قیم نے تہذیب السنن میں لکھا!"وضعفہ الدارمی و الدارقطنی والبیہقی "حدیث ابن مسعود کو دارمی، دار قطنی ،اور بیہقی نے ضعیف کہا ہے۔حالانکہ تلخیص الحبیر ۱/۲۲۱ میں یزید بن ابی زیاد والی روایت کے بارے میں ہے"ضعفہ البخاری و احمد و

یحییٰ والدارمی والحمیدی "امام دارمی، دار قطنی اور بیہقی نے حدیث ابن مسعود کو ضعیف نہیں کہا۔ رہا تدلیس کا مسئلہ تو وہ سفیان ثوری کے ترجمہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ اسکا مکمل جواب موجود ہے۔

اعتراض نمبر ۱۹: محمد بن نصر المروزی بحوالہ نصب الرایہ ۱/۳۹۵ بحوالہ نور العینین ص ۱۲۳۔

جواب۔ یہ جرح غیر مفسر ہے۔ لہذا مردود ہے۔ جبکہ حدیث کی سند اور متن بالکل صحیح ہے۔

اعتراض نمبر ۲۰:۔ ابن قدامہ المقدسی نے کہا ضعیف المغنی ۱/۲۹۵ بحوالہ نور العینین ص ۱۲۳۔

جواب۔ نصب الرایہ ۱/۳۹۵ پر بحوالہ العلل دار قطنی فرماتے ہیں۔" انہ حدیث صحیح الا ھذا الفظۃ و کذالک قال احمد بن حنبل۔۔ بے شک یہ حدیث صحیح ہے سوائے لفظ "ثم لم یعد " کے اور یہ بات احمد بن حنبل نے کہی ہے۔ جب احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اس روایت کو صحیح سمجھتے ہیں تو ابن قدامہ کے جرح کی کیا حیثیت ہے۔ اور پھر یہ جرح غیر مفسر ہے اور اگر "ثم لم یعد " کی وجہ سے ہے تو ہماری روایت "ثم لم یعد " کے بغیر ہے۔ لہذا جرح مردود ہے۔ اور پھر "ثم لم یعد " بھی ثابت ہے۔ جیسا کہ اہل علم پر واضح ہے اگر کوئی حدیث ابن مسعود کی تمام اسناد کو سامنے رکھے اور بغیر تعصب کے فیصلہ کرے تو یقینا اسکو یہ حدیث نظر آئے گی۔

اعتراض نمبر ۲۱:۔ ابن عبد البر بحوالہ مرعاۃ المفاتیح نقلہ من مسئلہ رفع الیدین للشیخ عبد المنان ص ۱۷۔

جواب۔ علامہ ابن عبد البر علیہ الرحمہ کی طرف جرح کی نسبت کرنا درست نہیں۔ یہ صرف غیر مقلد کی کتاب سے نقل ہے۔ ورنہ انکی جرح کے اصل الفاظ بیان کریں اور انکی اپنی کتاب کا حوالہ پیش کریں یا ناقل سے ابن عبد البر تک سند اور متن پیش کریں۔ اور جرح مفسر ہو جبکہ ابن عبد البر اپنی کتاب " التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید ۹/۲۱۲" پر رفع یدین کی بحث میں فرماتے ہیں کہ!

واختلف العلماء فی رفع	اور اختلاف کیا ہے علماء نے نماز

الیدین فی الصلوٰۃ فروی ابن القاسم وغیرہ عن مالك انه کان یری رفع الیدین فی الصلوٰۃ ضعیفاً الا فی تکبیرۃ الاحرام وحملها وتعلق بهذه الروایة عن مالك اکثر المالکین۔

میں رفع یدین کرنے کے متعلق پس روایت کی ابن القاسم نے اور ابن القاسم کے غیر نے بھی امام مالک سے بے شک امام مالک علیہ الرحمہ نماز میں رفع یدین کرنے کو ضعیف سمجھتے تھے۔سوائے نماز شروع کرتے وقت کے رفع یدین اور اکثر مالکیوں نے امام مالک سے یہی بات کہی ہے۔

اسی طرح ابن رشد نے بدایۃ المجتہد ۱/۱۵۰اور ابن القاسم نے المدونۃ ۱/۶۸میں یہی بات لکھی ہے۔لہذا امام مالک اور اکثر مالکیوں کے نزدیک تو یہ حدیث ثابت ہے اور اس پر عمل ہے۔لہذا یہ حدیث صحیح ہے۔

اعتراض:۔زبیر علی زئی غیر مقلد نورالعینین ص ۱۲۴پر دوسرا جواب کے ضمن میں لکھتے ہیں!اس روایت کا دارومدار جناب سفیان علیہ الرحمہ پر ہے۔جیسا کہ انکی تخریج سے ظاہر ہے۔جناب سفیان ثوری ثقہ حافظ عابد ہونے کے ساتھ ساتھ مدلس بھی تھے۔

جواب۔حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ کی تدلیس کی بحث پچھلے صفحات میں انکے ترجمے میں ملاحظہ فرمائیے۔زئی صاحب کے تمام شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔

اعتراض:۔ص ۱۲۸پر لکھتے ہیں!سفیان ثوری اس حدیث میں رکوع سے پہلے اور بعد کے رفع یدین کا ذکر نہیں۔یہ روایت مجمل ہے اور اگر اسکو عام تصور کیا جائے تو پھر تارکین رفع الیدین کا خود اس پر عمل

نہیں۔

جواب۔ یہ اعتراض اس بات کی دلیل ہے کہ زئی صاحب بھی اس روایت کو صحیح ماننے پر مجبور ہیں۔ مگر ذرا ضدی ہیں۔ رہا یہ شبہ ہم وتر اور عیدین میں رفع یدین کر کے اس روایت پر عمل نہیں کرتے تو جناب وتر اور عیدین میں حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے انکا ترک ثابت نہیں۔ اسکے علاوہ باقی نمازوں میں حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے رفع یدین تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کا ترک ثابت ہے۔ جیسا کہ پچھلے صفحات میں ملاحظہ فرمایا۔ لہذا جہاں نبی ﷺ اور انکے اصحاب رفع یدین کرتے ہیں۔ ہم بھی کرتے ہیں۔ اور جہاں وہ نہیں کرتے ہم بھی نہیں کرتے۔ یہ اعتراض تو جہالت کی دلیل ہے۔ یہاں بات عام نمازوں کی ہو رہی ہے نہ کہ وتروں اور عیدین کی نمازوں کی۔ لہذا یہ صرف ہیرا پھیری کے سوا کچھ نہیں۔ غیر مقلدین حضرات جو وتروں میں بعد از رکوع عام دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھتے ہیں۔ کیا اس کے بارے میں زبیر علی زئی یا کسی غیر مقلد کے پاس کوئی ایک بھی صحیح صریح مرفوع حدیث ہے؟۔ اگر ہے تو ذرا دکھاؤ۔ ورنہ شور مچانا بند کرو۔

اعتراض:۔ نور العینین ص ۱۲۹ پر چوتھا جواب کے تحت لکھتے ہیں! اور یہ بات عام طلباء کو بھی معلوم ہے کہ عدم ذکر سے نفی ذکر لازم نہیں آتا۔

جواب۔ لیکن جناب ہماری بیان کردہ روایت اور دیگر صحابہ کی روایات سے صرف عدم ذکر بلکہ وضاحت موجود ہے کہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین کیا اور پھر پوری نماز میں رفع یدین نہ کیا۔ جیسا کہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بعض روایات میں ہے۔ اور جیسے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عمر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی روایات میں بھی اسی طرح موجود ہے۔ لہذا یہ صرف تنگ نظری ہے۔ جو جہالت اور صرف اپنے مخالف حدیث کو رد کرنے کا بہانہ ہے۔ ورنہ حدیث صحیح اور واضح ہونے کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ کی کثرت کا اس پر عمل بھی حدیث کو تسلیم کرنے کی طرف راغب کرتا

ہے۔مگر کیا کیا جائے۔کہ حدیث کے خادم بن کر حدیث کے انکار کی مہم چلانے بیٹھے ہیں۔اللہ تعالی ہدایت نصیب فرمائے۔

اعتراض:۔سفیان کی حدیث میں نفی ہے۔اور صحیحین وغیرھما کی متواتر احادیث میں اثبات ہے۔یہ بات عام طلباء کو بھی معلوم ہے کہ اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے۔

جواب۔زبیر علی زئی اور انکے تمام ساتھی اس اصول پر اگر قائم رہیں گے تو ذرا دو سجدوں کے اثبات رفع الیدین جو سنن نسائی، ابو داؤد، مصنف ابن ابی شیبہ، جزء رفع الیدین للبخاری میں سند صحیح کے ساتھ روایات موجود ہیں تو نفی کے مقابلے میں اثبات پر عمل کر کے دکھائیں۔ان شاء اللہ وہاں یہ اصول یاد نہیں رہے گا۔یہ درست ہے کہ اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے۔لیکن کب؟ اثبات نفی پر اس وقت مقدم ہوگا جبکہ نفی کرنے والے کا علم اس چیز کو محیط نہ ہو۔جسکی نفی کی جارہی ہے۔اگر راوی کا علم اس چیز کو محیط ہو۔جیسا کہ اس جگہ ہے تو اثبات اور نفی کا حکم برابر ہوگا۔اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی صحبت میں ہمیشہ رہے اور شاذ و نادر ہی آپ سے جدا ہوئے۔حتی کہ لوگ انھیں اہل بیت سے گمان کرتے تھے۔لہذا انھیں حضور ﷺ کی نماز کے بارے میں مکمل علم تھا۔لہذا یہ اصول نہیں چلے گا اور یہ صرف دھوکہ ہے۔

اعتراض:۔بعض علماء نے کہا کہ اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ صرف ایک دفعہ رفع یدین کیا، بار بار نہیں کیا۔ملاحظہ فرمائیں مشکوۃ المصابیح ص ۷۷۔

جواب۔یہ اعتراض جو زبیر علی زئی نے نور العینین ص ۱۳۰ پر چھٹا جواب کے تحت ذکر کیا۔جب روایت میں یہ بات نقل نہیں اور نہ ہی صحابہ، تابعین، تبع تابعین نے فرمائی بلکہ یہ صرف قیاس ہی قیاس ہے۔اور نہ کوئی ایسا کرتا ہے بلکہ پوری نماز میں صرف ایک دفعہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا اس کی صراحت حدیث میں ہے۔لہذا یہ جواب صرف جواب ہی ہے اور کچھ نہیں۔

اعتراض:۔زبیر علی زئی نور العینین ص ۱۳۲ پر آخری بات کے ضمن میں لکھتے ہیں! حافظ ابن حزم علیہ

الرحمہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے بارے میں المحلی میں لکھتے ہیں! "یعنی اگر یہ حدیث نہ ہوتی تو ہر جھکنے، بلند ہونے، تکبیر اور تحمید کے وقت رفع الیدین فرض ہوتا۔ انتہی۔ (المحلی ۴/۸۸)۔

جواب۔ اس سے جو نتیجہ زبیر صاحب نے نکالا ہے تو اس طرح انھوں نے اس حدیث کو آخر میں تسلیم کیا ہے۔ اگر اس حدیث کی کوئی حیثیت نہ ہوتی تو یقیناً رفع یدین فرض ہوتا۔ اور بالاتفاق آپکے نزدیک بھی فرض نہیں۔ اور اگر فرض ہے تو ابن حزم کے مطابق ہر جھکنے بلند ہونے تکبیر اور تحمید کے وقت بھی رفع یدین فرض ہونا چاہیے جو آپ کے نزدیک فرض تو فرض، سنت تو سنت، بلکہ مستحب بھی نہیں۔ لہذا یہ صرف صفحات کالے کرنے والی بات ہے۔ ورنہ ایک بھی صحیح، مرفوع، متصل، غیر معارض، غیر منسوخ جس میں نبی ﷺ کا آخری نماز تک یا ساری زندگی رفع یدین کرنے کا بیان ہو آپکے پاس موجود نہیں۔ ورنہ پیش

فرمائیں۔ اور خواہ مخواہ لوگوں کو تنگ نہ کریں۔ ورنہ فساد کو قتل سے زیادہ برا سمجھا گیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالٰی سمجھ عطا فرمائے۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر عمل کرنے والے

صحابہ کرام:

۱)خود عبداللہ بن مسعود ۲)حضرت ابو مسعود انصاری ۳)حضرت ابو بکر صدیق

۴)حضرت عمر بن خطاب ۵)حضرت عبداللہ بن عمر ۶)حضرت علی

۷)حضرت براء بن عازب ۸)حضرت ابو ھریرہ ۹)حضرت عباد بن زبیر

۱۰)عبداللہ بن زبیر ۱۱)حضرت ابو حمید ساعدی ۱۲)حضرت ابو موسیٰ اشعری

۱۳)حضرت انس ۱۴)حضرت عبداللہ بن عباس ۱۵)جابر بن سمرہ اور بہت سارے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جن کی روایات نقل نہ ہو سکیں۔

اس کے ثبوت کے لیے درج ذیل کتابوں کی طرف رجوع فرمائیں:

جامع ترمذی، مصنف ابن ابی شیبہ، شرح معانی الآثار للطحاوی، موطا امام محمد، مسند حمیدی، مسند احمد کتاب الحجۃ علی اہل المدینہ، دار قطنی، سنن الکبریٰ بیہقی، صحیح ابن عوانہ وغیرہ

امام ترمذی کا فرمان:

امام ترمذی حدیث ابن مسعود لکھ کر فرماتے ہیں!

وبہ یقول غیر واحد من اہل العلم من اصحاب النبی ﷺ والتابعین وھو قول سفیان واھل الکوفۃ۔(جامع ترمذی ج۱ ص۵۹)	اور اسی ترک رفع یدین کے قائل تو بے شمار اہل علم صحابہ کرام اور تابعین، سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

اسی طرح امام ابو حنیفہ، امام مالک، حنفی و مالکی حضرات، امام محمد بن حسن، امام ابی

یوسف، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اصحاب، امام وکیع، ابراہیم نخعی، علقمہ، اسود، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، تابعی کبیر امام شعبی جنہوں نے پانچ سو صحابہ کرام سے ملاقات کی۔ حضرت خیثمہ، حضرت ابو اسحاق سبیعی، حضرت ملا علی قاری، حضرت بدرالدین عینی، حضرت داتا گنج بخش ہجویری، حضرت معین الدین چشتی، حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی، حضرت مجدد الف ثانی اور بہت سے محدثین ومفسرین وفقہاء کرام جنہوں نے اس حدیث پر عمل کر کے ثابت کیا کہ یہ صحیح حدیث ہے ملاحظہ فرمایئے درج ذیل کتب!

موطا امام محمد، جزء رفع یدین للبخاری، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند ابی حنیفہ بطریق حارثی، سنن ترمذی، کشف المحجوب، اشعۃ اللمعات، عمدۃ القاری شرح بخاری، مرقات وغیرھا۔

فقہاء کا ترک رفع یدین پر اجماع:

امام طحاوی فرماتے ہیں!

حدثنی ابن ابی داؤد قال ثنا احمد بن یونس قال ثنا ابوبکر بن عیاش قال مارأیت فقیہا قط یفعلہ یرفع یدیہ فی غیر التکبیرۃ الاولیٰ۔ (شرح معانی الآثار للطحاوی مترجم ۱/ ۴۶۸۔ طحاوی شریف عربی ۱/ ۲۲۸ رقم ۱۳۶۴ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت ابوبکر بن عیاش فرماتے ہیں میں نے کسی فقیہ کو کبھی بھی تکبیر اولیٰ کے علاوہ رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔

آخری بات

مسلمانوں کے اندر جس بات پر اتفاق ہو اسکو پکڑ لینا اور اختلاف سے بچنا یہی حق ہے۔ اور جس معاملہ پر اُمت کا تعامل ہو اُس پر عمل کرنا یہی افضل ہے۔ اسی مسئلہ رفع یدین کو لیجئے تکبیر تحریمہ پر رفع یدین کرنا اس پر تمام اُمت کا اتفاق ہے۔ اس بات میں کسی بھی گروہ فرقہ یا مسلک کا اختلاف نہیں چاہے وہ غیر مقلد ہو، شیعہ ہو، حنبلی ، شافعی، مالکی، حنفی ہو حتیٰ کہ جتنے فرقے ہیں اسکا تکبیر تحریمہ کیساتھ رفع یدین کرنے پر اتفاق ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں!

لم یختلفوا ان رسول اللہ ﷺ کان یرفع یدیہ حین یفتتح الصلوٰۃ	اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ نبی ﷺ نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے۔

لہٰذا اُمت کا تعامل اور اتفاقی مسئلہ کو قبول کرنا چاہیے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار آحاد کو توارث سے معارض ہونے کی وجہ سے معلول قرار دیا اور ان تمام مواقع میں سے صرف اس رفع یدین کو اختیار فرمایا جو اسناداً متواتر ہے۔ اور جسے توارث کی تائید حاصل ہے یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا کیونکہ کوفہ میں اصحاب علی رضی اللہ عنہ اور اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہ کرتے تھے جیسا کہ حافظ ابن عبدالبر نے محمد بن نصر مروزی کے حوالہ سے لکھا ہے! "لا نعلم مصرًا من الامصار ترکوا رفع الیدین باجماعھم عند الخفض والرفع الا اھل کوفہ"۔ (فیض الباری ج ۲ ص ۲۶۰) اس طرح مدینہ میں اور مکہ میں بھی رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت کرتے تھے اور یہی وہ توارث ہے اور اس روایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں بھی یہی بات بیان ہوئی ہے جو آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ لہٰذا اتفاق پر عمل کرنا چاہیے اور اختلاف سے بچنا چاہیے۔ اللہ رب العزت اتفاق پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بالصواب۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

ابو اسامہ ظفر القادری بکھروی (بی اے)

فاضل علوم اسلامیہ

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆



"حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو صحیح کہنے والے محدثین وحوالہ کتب"

نمبر شمار	معدل	ثبوت تعدیل
1	امام ترمذی	جامع ترمذی ۱/۱۹۲ مترجم
2	امام دار قطنی	العلل الوردہ ۵/۱۷۱ تا ۱۷۳ طبع ریاض
3	ابن حزم	المحلی ۳/۴ التعلیقات سلفیہ ۱۰۳
4	امام ابن قطان	الدرایہ ۱/۱۵۰ تنزیہ الشریعۃ ۲/۱۰۰
5	امام اعظم ابو حنیفہ	مسند امام اعظم ص ۸۹ مترجم، فتح القدیر ۱/۲۱۹ طبع مصر، الروضۃ الندیۃ ۱/۹۵
6	امام مالک	زرقانی شرح موطا بحوالہ حاشیہ التمہید ۹/۲۶۸
7	امام احمد بن حنبل	العلل دار قطنی بحوالہ نصب الرایہ ۱/۳۹۵
8	علامہ ابن دقیق العید	الامام بحوالہ نصب الرایہ ۱/۳۹۴،۳۹۵
9	علامہ زیلعی	نصب الرایہ ۱/۳۹۶
10	علامہ علاؤالدین ابن ترکمانی	الجوہر النقی علی البیہقی ۲/۷۸

11	علامہ جلال الدین سیوطی	اللآلی المصنوعۃ ۲/۱۹
12	علامہ احمد شاکر (غیر مقلد)	حاشیہ ترمذی احمد شاکر ۲/۴۱
13	سید ہاشم عبداللہ یمانی	حاشیہ الدرایہ ۱/۱۵۰
14	شعیب ارناؤوط	شرح السنۃ ۳/۲۴
15	زہیر الشاویش (غیر مقلد)	ایضاً
16	عبدالقادر الارناؤط	جامع الاصول ۵/۳۰۲
17	امام ابوداؤد	ابوداؤد ۱/۱۱۶
18	امام منذری	مختصر منذری ۱/۳۶۷
19	امام طحاوی	شرح معانی الآثار ۱/۲۱۰
20	ملا علی قاری	الموضوعات الکبریٰ ص ۳۵۴
21	ناصر الدین البانی (غیر مقلد)	مشکوٰۃ تحقیق البانی ۱/۲۵۴، صحیح ترمذی البانی
22	عطاء اللہ امرتسری (غیر مقلد)	التعلیقات سلفیہ ۱/۱۴۳
23	علامہ دکتور طاہر محمد دردیری	تخریج احادیث المدونۃ ۱/۴۰۳
24	عبیداللہ سندھی (غیر مقلد)	مرعاۃ شرح مشکوٰۃ ۲/۲۹۳

25	عبدالحی لکھنوی	حاشیہ موطا امام محمد ص ۸۹
26	علامہ محمد خلیل ہراس (غیر مقلد)	حاشیہ المحلی ابن حزم
27	ابن قیم	تہذیب السنن مع مختصر السنن ۱/۱۴۶
28	علامہ ہاشم سندھی	کشف الرین مترجم ص ۵۶
29	امام نیموی	توضیح السنن شرح آثار السنن ۱/۶۲۴ مترجم، آثار السنن مترجم ص ۱۵۰ طبع لاہور
30	امام بخاری	جزء رفع یدین مترجم ص ۵۷

اس روایت پر کسی محدث نے غیر مبہم، مفسر صحیح سند کے ساتھ ہو، جو معتبر ہو غیر متعلق نہ ہو اور قابل قبول ہو جرح نہیں فرمائی۔ اور جو بظاہر اس روایت پر کلام ہوا۔ وہ غیر مفسر، غیر متعلق، مبہم اور نا قابل قبول ہے۔ لہذا مردود ہے۔ اعتراضات کے جوابات میں اسکا رد ملاحظہ فرمایئے۔

مسئلہ رفع یدین کے متعلق کھلا خط بنام

چودھری ابوطاہر محمد زبیر علی زئی بمقام حضرو علاقہ چھچھ ضلع اٹک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

آپکا رسالہ "نور العینین فی مسئلہ رفع الیدین عند الرکوع وبعدہ فی الصلوٰۃ" پڑھا۔ بڑے

شوق سے خریدا۔اور بڑی عقیدت سے مطالعہ کیا۔مگر مندرجہ ذیل بعض باتیں واضح نہ ہو سکیں۔

ا۔اہل سنت وجماعت بالترتیب چار دلائل شرعیہ مانتے ہیں۔ا) کتاب اللہ (۲)سنت رسول اللہ ﷺ (۳)اجماع (۴)قیاس

جبکہ اہل حدیث حضرات صرف دو دلائل مانتے ہیں۔(ا)قرآن (۲)حدیث۔لیکن آپ نے ان دونوں دلائل کے خلاف تحریر فرمایا کہ "اصل حجت قرآن،حدیث اور اجماع ہے۔(ص ۱۳۸،۱۴۰) گویا نہ آپ اہلسنت رہے اور نہ اہل حدیث۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم　　　　نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے

آدھا تیتر آدھا بٹیر والی مثال بالکل آپ پر پوری آگئی

۲۔یہ تو پہلے ہی ہمیں یقین تھا کہ آپ لوگوں کا دین کامل نہیں ہے۔نہ آپ لوگوں کی نماز مکمل ہے۔آپ مکمل نماز کی ترتیب آج تک قرآن وحدیث سے ثابت نہیں کر سکے اور نہ ہی آپ لوگوں کی نماز جنازہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔یہ مسئلہ رفع یدین جس پر ملکہ وکٹوریہ سے لیکر آج تک دن رات ایک سو سال تک محنت فرمائی اس میں بھی آپ کو اپنی علمی بے مائیگی کا پورا احساس ہے۔۔۔۔آپکے پورے رسالے میں ایک بھی حدیث ایسی نہیں جس میں آپکے مکمل عمل کا حکم نبی اقدس ﷺ نے دیا ہو۔یا رسول اللہ ﷺ یا عشرہ مبشرہ میں سے کسی ایک نے فرمایا ہو۔کہ جو اس طرح نماز نہیں پڑھے گا اسکی نماز باطل اور بے کار ہوگی۔اور مقبول نہیں ہوگی۔

۳۔آپکے رسالے کے مطالعہ سے یہ پتہ چلا کہ احادیث رفع یدین اور ترک رفع یدین دونوں قسم کی احادیث موجود ہیں۔یہ جو کہا جاتا ہے کہ اہل سنت وجماعت حدیث کے مقابلے میں امام کے قول کو مانتے ہیں یہ بات یقیناً غلط ہے۔

۴۔آپکے رسالہ کا خلاصہ یہ ہے۔رفع یدین کرنے کی دس حدیثیں صحیح اور ترک رفع یدین کی تمام حدیثیں اور آثار ضعیف اور باطل ہیں۔لیکن آپ نے اپنے دونوں دعووں کو کسی دلیل شرعی سے ثابت

نہیں کیا۔ آپکے نزدیک دلیل شرعی تین ہیں۔ قرآن، حدیث اور اجماع۔ لیکن نہ تو آپ نے قرآن سے ثابت کیا کہ رفع یدین کی حدیثیں صحیح اور ترک رفع یدین کی حدیثیں ضعیف ہیں۔ اور نہ ہی آپ نے یہ بات نبی پاک ﷺ کے فرمان عالیشان سے ثابت کی۔ اور نہ ہی اس پر اجماع امت ہوا۔ بلکہ آپ نے صفحہ ۵۸ پر لکھا ہے! ''حدیث کی تصحیح اور تضعیف کا دارومدار محدثین کے الہام پر ہوتا ہے'' جبکہ باجماع امت الہام دلائل شرعیہ میں سے نہیں ہے۔ جن کے الہام آپ نے نقل کیے ہیں۔ انکا فہم ہونا بھی کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں۔ مرزا قادیانی نے بھی یہی لکھا ہے کہ! ''میں اپنے الہام سے جس حدیث کو چاہوں رد کر دوں اور جس کو چاہوں قبول کروں'' اس سے معلوم ہوا کہ آپ کسی دلیل شرعی سے رفع یدین کی احادیث کی صحت اور ترک رفع یدین کا ضعف ثابت کرنے سے عاجز ہیں۔

۵۔ آپ نے اپنے دعویٰ پر الہامی صحت کے بل بوتے پر دس روایات نقل ہیں۔ جن میں نو احادیث میں رفع یدیہ قضیہ شخصیہ ہے۔ اور ایک یرفع یدیہ قضیہ مہملہ ہے۔ جس میں جزئیہ یقینی مراد ہے۔ اور تکرار مشکوک المراد جو کسی دوسری دلیل کا محتاج ہے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ رسول اکرم ﷺ نے زندگی بھر ایک مرتبہ رفع یدین کیا۔ جس کو دس راویوں نے بیان کیا۔ اسکے بعد رفع یدین کرتے رہے یا چھوڑ دیا۔ اس سے حدیث بالکل خاموش ہے۔ البتہ قیاس کی گھٹیا ترین قسم استصواب حال کے مطابق کہا جا سکتا ہے۔ کہ شاید آپ کرتے رہیں ہوں گے۔ لیکن یہ قیاس ان تمام احادیث و آثار کے خلاف ہے جن کے ضعف پر الہام کے علاوہ آپکے پاس کوئی دلیل نہیں۔ اور الہام یقیناً حجت شرعیہ نہیں۔

۶۔ آپکے رسالے سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ آپ نقلیات میں صرف الہام کے پابند ہیں۔ مگر عقل کا جوہر لطیف شاید خدا کی طرف سے آپکو عنایت ہی نہیں ہوا۔ کیونکہ آپ نے اپنے دعویٰ پر نا مکمل قضیہ شخصیہ پیش کیا ہے۔ یا قضیہ مہملہ۔ جس کا حدیث ترک رفع یدین سے کوئی تعارض ہی نہیں۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے کندھوں تک ہاتھ اٹھائے۔ اور کبھی کانوں تک۔ یہ دونوں قضیہ مہملہ ہیں۔ جسکا آپ نے بھی تعارض نہیں مانا۔ تعارض تو تب ہوتا جب آپ اپنے دعویٰ میں قضیہ کلیہ پیش کرتے کیونکہ موجبہ

کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ ہوتی ہے۔

۷۔آپکے رسالہ کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ رفع یدین کی احادیث کی صحت یا ترک رفع یدین کی احادیث کا ضعف یقیناً کسی دلیل شرع پر مبنی نہیں ہے۔حدیث پاک سے پتہ چلتا ہے کہ اگر مسئلہ کتاب وسنت سے نہ ملے تو مجتہد کو اجتہاد کا حق ہے۔اور غیر مجتہد اسکی طرف رجوع کرے۔اسلیے میں نے مجتہد اعظم امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کی طرف رجوع کر کے رفع یدین ترک کردیا ہے۔کیونکہ آپ کسی دلیل شرعی سے نہ دوام ثابت کر سکے نہ اسکا حکم حدیث پاک سے دکھا سکے اور نہ رفع یدین کے بغیر نماز کا باطل ہونا قرآن،حدیث،اور اجماع سے ثابت کر سکے۔

آخر میں آپکا شکر گزار ہوں کہ آپکے رسالہ سے یہ بات درجہ یقین کو پہنچ گئی کہ رفع یدین کے مسئلہ میں آپ دلائل شرعیہ سے ایسے عاری ہیں جیسے گدھا سینگوں سے۔

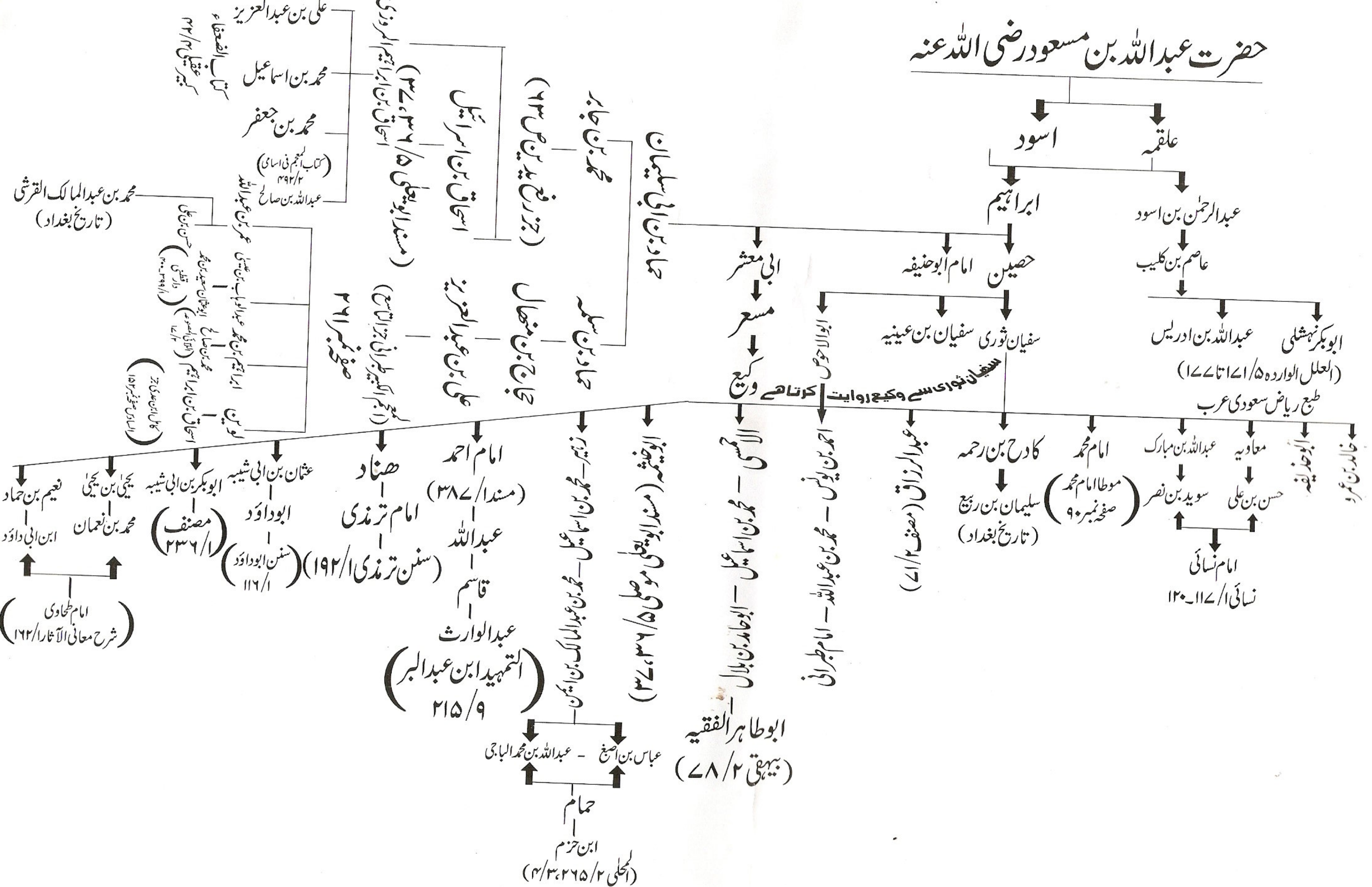
دعا فرمائیں آپکے رسالہ کے مطالعہ کی برکت سے جو میں نے رفع یدین چھوڑ دیا ہے۔اللہ تعالی اسپر استقامت نصیب فرمائے۔آمین!ثم آمین۔

فقط آپکا خیر اندیش

ابو زبیر محمد عبداللہ سلفی

نوٹ۔خط کا جواب جلدی ارسال فرمائیں۔جوابی لفافہ ارسال خدمت ہے۔

بحوالہ۔تجلیات صفدر ج ۲ص ۵۲۲تا ۵۲۷



حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
علقمہ
اسود
عبدالرحمٰن بن اسود
عاصم بن کلیب
ابوبکر نہشلی
عبداللہ بن ادریس
(العلل الواردہ ۵/۱۷۱تا۱۷۷
طبع ریاض سعودی عرب
ابراہیم
حصین
امام ابوحنیفہ
سفیان ثوری
سفیان بن عیینہ
ابوالاحوص
سفیان ثوری سے وکیع روایت کرتا ہے
ابی معشر
مسعر
وکیع
خالد بن عمرو
ابوحذیفہ
معاویہ
حسن بن علی
عبداللہ بن مبارک
سوید بن نصر
امام نسائی
نسائی ۱/۱۱۷۔۱۲۰
امام محمد
(موطا امام محمد صفحہ نمبر ۹۰)
کادح بن رحمہ
سلیمان بن ربیع
(تاریخ بغداد)
عبدالرزاق (مصنف ۲/۷۱)
احمد بن یونس — محمد بن عبداللہ — امام طبرانی
الاحمسی — محمد بن اسماعیل — ابوحامد بن بلال
ابوطاہر الفقیہ
(بیہقی ۲/۷۸)
ابوخیثمہ (مسند ابویعلی موصلی ۵/۳۶، ۳۷)
زہیر — محمد بن اسماعیل — محمد بن عبدالملک بن ایمن
عباس بن اصبغ - عبداللہ بن محمد الباجی
حمام
ابن حزم
(المحلی ۲/۲۶۵، ۴/۳)
امام احمد
(مسند ۱/۳۸۷)
عبداللہ
قاسم
عبدالوارث
(التمہید ابن عبدالبر ۹/۲۱۵)
ہناد
امام ترمذی
(سنن ترمذی ۱/۱۹۲)
عثمان بن ابی شیبہ
ابوداؤد
(سنن ابوداؤد ۱/۱۱۶)
ابوبکر بن ابی شیبہ
(مصنف ۱/۲۳۶)
یحییٰ بن یحییٰ
محمد بن نعمان
نعیم بن حماد
ابن ابی داؤد
امام طحاوی
(شرح معانی الآثار ۱/۱۶۲)
حماد بن ابی سلیمان
محمد بن جابر
(جز رفع یدین ص ۶۳)
اسحاق بن اسرائیل
(مسند ابویعلی ۵/۳۶، ۳۷)
اسحاق بن ابراہیم المروزی
علی بن عبدالعزیز
کتاب الضعفاء کبیر عقیلی ۴/۴۲
محمد بن اسماعیل
محمد بن جعفر
(کتاب المعجم فی اسامی ۲/۴۹۲)
عبداللہ بن صالح
حماد بن سلمہ
حجاج بن منہال
علی بن عبدالعزیز
(المعجم الکبیر طبرانی جز التاسع
صفحہ نمبر ۲۶۱
عمر بن عبداللہ
حسن بن علی
محمد بن عبدالملک القرشی
(تاریخ بغداد)
عبدالوہاب بن عیسیٰ
ابوعثمان سعید بن محمد
(دار قطنی ۱/۳۹۹۔۴۰۰)
ابراہیم بن محمد
محمد بن صالح
(اللآلی المصنوعہ ۲/۱۷)
لوین
اسحاق بن ابراہیم
(کامل ابن عدی جز السادس صفحہ نمبر ۱۵۲)